New Era Magazine
NEW ERA MAGAZINE
محبت دعا ہے
از قلم عظمیٰ ضیاء
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(Continue Novel)

محبت دعا ہے

از عظمی ضیاء

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

"کچھ مہینے پہلے

دیکھ دنیا میری نظر سے

ثمینہ ہارون اٹلی جانے کے لیئے پیکنگ میں اسکی ہیلپ کروا رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ اسے جہانگیر کی پسند و ناپسند بھی بتا رہی تھی۔

بڑے لاڈ و پیار سے پالا ہے ہم نے اسے۔۔ وہ تمہیں بڑی محبت سے رکھے گا۔۔ تمہارے لاڈ اٹھائے گا۔۔ بالکل اپنے ڈیڈ کی طرح۔۔ "

وہ ذرا الجائی سے مسکرادیں تو جینی کو بھی ہنسی آ گئی۔ "جانی سے میں نے کہا ہے وہ شام میں جلدی آ جائے گا۔۔ پھر تم اپنے گھر والوں سے بھی مل آنا۔۔۔"

انکی بات پہ اسکے چہرے کی مسکان اداسی میں تبدیل ہوئی۔

"کیا ہوا؟؟" انہوں نے عجیب نظروں سے اسے دیکھا۔

"نہیں۔۔کچھ نہیں۔۔" اس نے نفی میں گردن ہلائی اور نیم انداز میں مسکرا دی۔

"اچھا تم اداس ہو یہاں سے جانے پہ۔۔" ان کے خود سے لگائے گئے اندازے پہ اس نے اثبات میں گردن ہلائی۔

"ایسا ہونا تو ایک فطری بات ہی ہے۔۔ جانتی ہو جب میں انکے ساتھ اٹلی گئی تھی تو پورا

پورا دن روتی رہتی تھی۔۔گھر والوں کی بہت یاد آتی تھی۔۔انکی لاڈلی جو تھی۔۔" وہ تھوڑا سنجیدہ ہوئیں مگر پھر خود ہی مسکرا دیں۔

"لیکن اِنہوں نے مجھے کبھی ان سب کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔۔ بے فکر رہو۔۔جانو بھی اپنے ڈیڈ کی ہی طرح تھا۔۔" انکی طرف سے دی جانے والی تسلی پہ وہ ہولے سے مسکرا دی۔

"آپ دونوں کیوں نہیں چلتے ہمارے ساتھ؟؟" اس نے بیگ میں پرفیوم اور میک اپ کی چیزوں کو بالترتیب رکھتے ہوئے سوال کیا۔

اسکی طرف سے کیے جانے والے سوال پہ وہ بے اختیار ہنس دیں، جیسے اس نے کوئی مذاحیہ بات کی ہو یا لطیفہ سنایا ہو۔وہ ذرا کنفیوز ہوئی۔

"یہ بھی رکھو۔۔" انہوں نے ڈریسنگ سے ڈیوڈرنٹ اٹھا کر اسے دی اور پھر مزید بولیں۔

"ہم عید کے بعد آئیں گے۔انشاءاللہ۔۔۔بھلا ہم کباب میں ہڈی کیوں بنیں؟؟" وہ اپنی ہی بات پہ کھلکھلا کر ہنس دیں۔

اب اسے سمجھ آئی کہ وہ کیوں ہنس رہی تھیں۔

"نہیں۔۔امی جی۔۔ایسا کیوں سوچتی ہیں آپ؟؟ آپ ساتھ ہونگی تو ہمیں اچھا لگے گا۔۔" اسکے اندازِ محبت پہ وہ پیار بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولیں۔

"البتہ جانو کو اچھا نہیں لگے گا۔۔" وہ پھر سے بے اختیار ہنس پڑیں۔

جنت کو وہ اپنی ساس کم،اپنی یونیورسٹی کی کوئی دوست زیادہ معلوم ہو رہی تھی۔جو اس سے بے تکلف ہو رہی تھی۔

"خیر۔۔رادھا دیدی ہیں وہاں۔۔ہمارے ساتھ ہی گھر ہے انکا۔۔۔وہ تمہارا خیال رکھیں گی۔"

پیکنگ مکمل ہوئی تو وہ اسکے ساتھ کچھ دیر کے لیئے گپ شپ کرنے کے لیئے بیٹھ گئیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

☆☆☆

☆☆

دورانِ سفر تو وہ خاموش رہی۔لیکن جوں ہی اس نے گاڑی اسکے گھر کے پاس پارک کی تو اسکے دل میں ہلچل سی مچ گئی۔

"مجھے نہیں لگتا کہ ہمیں ان سے ملنے جانا چاہیئے۔۔" آخر اس کے منہ سے کچھ نکلا۔

"بے فکر رہو۔۔بغیر بتائے نہیں جا رہے ہم۔۔شماز کو بتایا ہے میں نے کہ ہم آ رہے ہیں۔۔" وہ تسلی آمیز لہجے میں بولا لیکن اسکی سوئی وہیں اٹکی تھی۔

"لیکن۔۔میں کیسے ؟؟؟" وہ الجھن کا شکار ہوئی۔

جہانگیر نے جیسے اسکی بات کو ان سنا کر دیا تھا۔اس نے گاڑی کی چابی کو اپنی جیب میں رکھا اور گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے باہر آیا۔

"سنیں۔۔" وہ بھی گاڑی سے باہر آئی۔

اس سے پہلے وہ آگے بڑھتا۔اس نے اس سے گزارش کی۔"واپس چلتے ہیں پلیز۔۔۔"

"واپس جانے کے لیئے نہیں لایا ہوں تمہیں۔۔ آ ئے ہیں تو مل کر جائیں گے۔۔" جہانگیر اسکے قریب آیا اور اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے اسے اندر لے گیا۔

جوں ہی دونوں لان سے لاؤنج میں داخل ہوئے تو جہانگیر کو بہت اچھے سے خوش آمدید کہا گیا۔لیکن جنت کے ساتھ سب ہی تقریباً کھچے کھچے سے تھے۔سوائے علینہ اور شماز کے۔

بزرگوں میں صرف ندیم ماموں ہی تھے جنہوں نے شفقت بھرا ہاتھ اسکے سر پہ پھیرا۔

سامعیہ ممانی نے ندیم صاحب کو اسکے سر پہ ہاتھ پھیرتے دیکھا تو وہ بھی آگے کو بڑھیں اور اسکو گلے سے لگانے کے بعد اسکا ماتھا چومنے لگیں۔

سرخ جوڑے اور ہلکی پھلکی جیولری کے ساتھ وہ کافی خوبصورت لگ رہی تھی۔جبکہ جہانگیر سفید لباس میں خاصا ڈیسنٹ معلوم ہو رہا تھا۔

"آپ سب کو بہت یاد کر رہی تھی جنت۔۔ سوچا آپ سے ملوانے لے آؤں۔۔" جہانگیر کی بات پہ کمرے میں چھائی گہری خاموشی ٹوٹی۔اسکے بات کرنے کا انداز اسکی شخصیت کو مزید نکھار رہا تھا۔

"اسکا اپنا گھر ہے۔۔جب مرضی آئے۔۔"آخر نعیم ماموں کا دل پسیجا تو انکے منہ سے بے حد محبت سے یہ الفاظ ادا ہوئے۔

زیبا نے حقارت آمیز نگاہوں سے اسے دیکھا جو جہانگیر کو عجیب لگا۔لیکن اس نے اگنور کرنا ہی زیادہ مناسب سمجھا۔

اس نے اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں تسلی دی۔اسکے چہرے پہ پریشانی کے آثار دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ کیوں چاروطرف بے قراری سے دیکھ رہی ہے۔

"اماں بی کہاں ہیں؟؟انہیں بلوادیں۔۔" اس نے سوالیہ انداز میں کہا۔

اسکی بات پہ سبھی خاموش ہو کر رہ گئے۔

اس نے چاہا کہ وہ ان سے ابھی اور اسی وقت انکے رویے کے متعلق بازپرس کرے مگر وہ جنت کو دکھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"جاؤ آپ مہر سے مل آؤ۔۔" اس نے جنت سے کہا تو زیبا ممانی نے اسے روکنا چاہا لیکن نعیم صاحب نے اسے جب گھور کر دیکھا تو اسکی جرات نہ ہوئی کہ کچھ کہہ سکے۔

اس نے ماموں کی طرف دیکھا تو انہوں نے اسے اشارۃََ اسکے پاس جانے کی اجازت دیدی۔

وہ وہاں سے گئی تو جہانگیر نے بات شروع کی۔

"دیکھیں ماموں جان۔۔ میں نے پوری عزت اور محبت سے اپنایا ہے جنت کو۔۔ سب کچھ جاننے کے باوجود۔۔ اصولاََ تو مجھے اسکے ساتھ ایسا سلوک کرنا چاہیئے۔۔ جو آپ سب اس سے کر رہے ہیں۔۔" ابھی اسکی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ ندیم صاحب فوراََ بولے۔

"نہیں۔۔ بیٹا ایسی بات تو نہیں ہے۔۔ جنت آج بھی ہمیں اتنی ہی عزیز ہے جتنی پہلے تھی۔۔"

انکی بات سن کر وہ نیم انداز سے مسکرایا۔

"بھابھی۔۔ اماں بی سے کہیں کہ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں۔۔" علینہ ڈرائنگ روم میں اسکے لیئے چائے لے کر آئی تو جہانگیر اس سے بولا۔

علینہ نے شماز کو دیکھا تو شماز نے اشارۃََ سے اماں بی کو بلانے کے لیئے کہا۔

دوسری طرف جینی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی۔

کہاں وہ چہکتے ہوئے پورے گھر میں گھوما کرتی تھی اور آج۔۔ آج اسے یہ گھر بیگانہ بیگانہ

سا لگ رہا تھا۔

بیٹیاں جب رخصت ہو جائیں تو اگلے روز ہی اسے اپنا میکا پرایا پرایا سا لگنا شروع ہو جاتا ہے۔ایسا اسے بھی محسوس ہو رہا تھا۔

جو کچھ پچھلے دنوں بیتا تھا وہ سب اسکی آنکھوں کے سامنے بار بار آ رہا تھا۔وہ اپنے ہی سایے سے یکدم گھبرا سی گئی۔ماتھے پہ پریشانی کے مارے پسینہ بہنا شروع ہو چکا تھا۔اس نے ریلنگ پہ ہاتھ رکھا اور اپنا سانس بحال کرتے ہوئے بمشکل ہی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر آئی۔

حسبِ معمول دروازہ کھلا تھا۔مہر لیپ ٹاپ پہ اپنی پریزنٹیشن کی تیاری میں مصروف تھی۔

جنت اندر داخل ہوئی۔اس نے اپنا پسینہ صاف کیا اور اپنا موڈ خوشگوار کیا۔

"یار ایمل بعد میں آنا۔۔ابھی میں بہت بزی ہوں۔۔"دروازے کی آواز اسے جب محسوس ہوئی تو وہ بولی۔

"صبح پریزنٹیشن۔۔"اسکی بات ادھوری رہ گئی جب اس نے اسے دیکھا۔

"تم یہاں؟؟" وہ کرسی پر سے فوراً اٹھی۔

"تم بڑی ہو تو میں جاؤں یہاں سے؟؟" جنت نے شرارتی انداز میں کہا۔

"خبردار۔۔ تم جا کر دکھاؤ تو۔۔" مہر نے بھی اسی کے انداز میں اسے کہا۔

"دھمکی۔۔۔" جنت نے قہقہہ لگایا۔

"ہاں بالکل۔۔" مہر اسکے گلے جا لگی۔

"جانتی ہو کتنا مِس کیا میں نے تمہیں۔۔ مجھے تو لگا تھا کہ میں کبھی تمہیں مل ہی نہیں پاؤں گی شاید۔۔۔" اسکی آنکھیں بھر آئیں۔

جنت اس سے الگ ہوئی اور اسکے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے بولی۔

"مجھے بھی ایسا ہی لگا تھا۔۔ لیکن دیکھو۔۔ آ گئی ہوں نا۔۔۔" وہ خوشی سے مسکرائی تو مہر کا چہرہ بھی خوشی سے جھلملا اٹھا۔

"شاہ ویز کہیں نظر نہیں آیا مجھے؟؟" اسکے ذکر پہ مہر کا جی کھٹا ہو گیا۔

"چھوڑو اسے۔۔ دفع کرو۔۔ وہ آیا ہی یہاں فساد پھیلانے کے لیئے تھا۔۔ چلا گیا واپس فیصل آباد۔۔"

اس نے اسے بیڈ پہ بیٹھنے کے لیئے اشارۃً کہا۔

"مہر۔۔ اس نے جہانگیر کو نجانے کیا کیا کہا ہے؟" وہ رونے والے انداز میں بولی۔

"ڈونٹ ووری۔۔ جانتی ہوں میں۔۔ اور یہ سب ابھی کی بات نہیں ہے۔۔" اس نے

تسلی آمیز لہجے میں اس سے کہا۔

"خیر۔۔اچھی لگ رہی ہو تم۔۔بال کس نے بنائے؟؟" مہر اسکے بالوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولی۔

"امی جی نے۔۔" اس نے بے حد محبت سے کہا۔

اسکے لہجے سے ثمینہ کے لیئے شیرینی ٹپکتے دیکھ کر مہر کو بے حد خوشی ہوئی۔

"اور بتاؤ۔۔ جہانگیر بھائی تمہارا خیال تو رکھتے ہیں نا؟؟؟تم خوش تو ہو نا؟؟؟ "

"ہاں۔۔بہت خوش ہوں میں۔۔ بہت خیال رکھتے ہیں وہ میرا۔۔لیکن۔۔" اسکے ہنستے مسکراتے چہرے پہ اداسی سی پھیل گئی۔

"لیکن؟؟" مہر کا دل بیٹھ سا گیا۔

"لیکن کیا؟؟سب ٹھیک تو ہے؟؟"

"سب ٹھیک ہے۔۔لیکن میں بہت کنفیوز ہوں جہانگیر کو لے کر۔۔وہ میرا ہر سچ جانتے ہیں لیکن انہیں اس سب سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔میرے ماضی سے انہیں کوئی غرض ہی نہیں۔۔ایسے کیسے ہو سکتا ہے؟؟"

اسکی بات سن کر مہر نے ایک لمحے کے لیئے اسے بغور دیکھا اور پھر کچھ دیر توقف کے بعد سوالیہ بولی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے؟؟؟ ایسا کیوں ہوگا؟؟"

"مجھے اٹلی لے جا کر شاید نوکرانی نہ بنالیں۔۔ مجھ سے میرے ماضی کا اس سے اچھا بدلہ لینے کے علاوہ اور کوئی وجہ۔۔۔" اس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کرتی مہرِ چڑ کر بولی۔

"تم اور تمہارے گمان۔۔اللہ کا واسطہ ہے جنت۔۔۔" اس نے اسکے سامنے ہاتھ جوڑے۔

"مجھے تو ہنسی آرہی ہے اس بات پہ۔۔ وہ شخص تمہاری خاطر پوری دنیا سے لڑ گیا۔۔ لیکن تم ہو کہ۔۔" وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

"خیر۔۔ کبھی بھولے سے بھی یہ بات جہانگیر بھائی سے نہ کہہ دینا سمجھی۔۔۔"

☆☆☆

☆☆

"ماموں جان۔۔ ہم دونوں کل اٹلی جا رہے ہیں۔۔ میں نہیں چاہتا کہ ہم اپنی زندگی کا آغاز اماں بی کی دعاؤں کے بغیر کریں۔۔" ابھی وہ ان سے یہ کہہ ہی رہا تھا کہ اماں بی ڈرائنگ روم میں اپنی لاٹھی کا سہارا لیے ہوئے داخل ہوئیں۔

انکی آمد پہ سبھی یکبارگی میں کھڑے ہوئے۔

"میری دعائیں تم دونوں کے ساتھ ہیں۔" وہ اس کے سامنے موجود صوفے پہ آکر براجمان ہوئیں۔

انکے بیٹھتے ہی سبھی باری باری بیٹھے۔

"اماں بی۔۔گستاخی معاف۔۔ کیا آپ جنت کو معاف نہیں کر سکتیں؟؟ آپ سب اسکے اپنے ہیں۔۔ لیکن آج آپ سب۔۔ایسا لگ رہا ہے جیسے۔۔" اسکے الفاظ انکی بات کرنے پہ ادھورے رہ گئے۔

"دیکھو بیٹا۔۔ ہم نے اسکی شادی تم سے کر دی۔۔یہی کافی ہے اسکے لیئے۔۔ و گرنہ یہ بات تو وہ بھی اچھے سے جانتی ہے کہ۔۔جو غلطی اس نے کی ہے اسکی سزا ہمارے ہاں کیا ہوتی ہے۔۔" وہ بارعب انداز میں بولیں۔

"آپ کے ہاں اسکی محبت غلطی تھی۔۔ لیکن میرے لیئے اسکی محبت اسکا بچپنا۔۔"

انکی مردانہ وجاہت کے باعث ہر کوئی ان سے بحث و تکرار سے گریز ہی کرتا تھا۔ لیکن یہ جہانگیر تھا۔۔جہانگیر ہارون احمد۔۔جو کسی کے ساتھ زیادتی ہوتے ہوئے کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔اور یہاں تو بات اسکی بیوی کی تھی۔

"آپ سب کیوں ایک ہی زاویے سے سوچتے ہیں؟ کیا اسکی غلطی اتنی بڑی ہے؟؟" اسکی بحث و تکرار پہ ندیم اور نعیم صاحب حیران رہ گئے۔اور اس سے بھی

زیادہ اماں بی۔انہوں نے چاہا کہ وہ اسے ابھی اور اسی وقت چلتا کریں لیکن اسکا ان سے داماد کا رشتہ تھا۔وہ کسی صورت اسکے ساتھ ویسے پیش نہ آسکیں جیسے وہ سب سے پیش آتی تھیں۔

"بے ادبی کے لیئے معذرت اماں بی۔۔ لیکن پلیز۔۔خدا کے لیئے۔۔ خدا کے لیئے۔۔اس پہ ترس کھایئے۔۔ایک بار اس سے مل لیجیئے۔۔" اب کے وہ انکے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولا۔

علینہ باہر کھڑی سب سن رہی تھی۔وہ رشکیہ انداز میں مسکرائی۔

"ایک وہ تھا جو اسے بے آبرو کرکے چلتا بنا۔۔اور ایک یہ ہے کہ اسکی آبرو کے لیئے ہاتھ جوڑ رہا ہے۔۔"

اسی اثناء میں وہ دونوں اسکے قریب آکھڑی ہوئیں۔اندر کا منظر ان سب کو صاف نظر آرہا تھا۔

وہ اماں بی کے سامنے اسکی معافی کے لیئے التجا کررہا تھا۔مہر نے معنی خیز نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا۔جیسے کہنا چاہتی ہو کہ "دیکھو۔۔کوئی نوکرانی کے لیئے یہ سب کرتا ہے؟؟" جواباََ جنت اس سے نظریں چراتے ہوئے رہ گئی۔

"اسکا گناہ اتنا بڑا تو نہیں کہ آپ سب اس سے نظریں پھیر لیں۔۔ ایک دفعہ اسکو

دیکھیں۔۔کیا آپ کو اس پہ ترس نہیں آتا؟؟" وہ مکرر بولا تو اماں بی کی آنکھیں تو بھر آئیں مگر وہ ضبط کیے ہوئے تھیں۔

"کیا اسے ہم سب پہ ترس نہیں آیا؟؟ گھر کی دہلیز پار کرتے ہوئے اسے ایک لمحے کے لیئے بھی ہمارا خیال نہ آیا؟؟" انکی آواز لرز رہی تھی۔

"دہلیز پار؟؟" انکی بات پہ اسکا دماغ سٹپٹا سا گیا۔

اب کے اسکی سمجھ میں سارا معاملہ آنے لگا۔

"آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔۔ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔۔اگر ایسا ہوتا تو وہ واپس آتی ہی کیوں؟؟ مجھ سے شادی کرتی ہی کیوں؟؟"

"اماں بی چھوڑیں نا۔۔اب یہ داماد ہے اس گھر کا۔۔اور جب یہ ہماری بیٹی پہ اتنا بھروسہ رکھ سکتا ہے تو ہم کیوں نہیں؟؟" شمازانکے قریب آکر بولا تو انہوں نے اسے گھور کر دیکھا۔بلاشبہ وہ اپنے فیصلے لینے کی خود عادی تھیں۔کسی کا مشورہ یا نصیحت انہیں کسی صورت بھی روا نہیں تھا۔

"اماں بی۔۔پلیز۔۔ اپنی روایات کو چھوڑ دیں نا پلیز۔۔۔" علینہ تھوڑی سی ہمت کرتے ہوئے کمرے کے اندر داخل ہوئی۔

"آپ کی پسند سے ہی تو اس نے شادی کی ہے۔۔اب آپ۔۔ "

"جی۔۔ بہو بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے اماں بی۔۔" ندیم صاحب کی حمایت پہ علینہ اور شماز کے چہرے پہ مسکراہٹ دوڑی۔

اماں بی کی آنکھوں سے آنسو بارش کی صورت بہنے لگے تھے۔وہ چاہ کر بھی خود کو قابو نہ کر سکیں۔

جنت کی برداشت سے یہ سب اب باہر تھا۔وہ ڈرائنگ روم میں تیزی سے داخل ہوئی۔

"کوئی انہیں مجبور نہیں کرے گا۔۔آپ نہیں چاہتیں مجھ سے بات کرنا۔۔نہ کریں۔۔نہیں معاف کر سکتیں تو نہ کریں۔۔لیکن پلیز۔۔آپ ایسے روئیں تو نہیں۔۔" وہ انکے قدموں میں آ کر بیٹھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہاں موجود تقریباً سبھی کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو چکی تھیں۔زیبا جو اس سے شدید نفرت کرنے لگی تھی،اسکا دل بھی پسیج گیا۔

مہر نے آگے بڑھ کر اسے پکڑنا چاہا لیکن جہانگیر کے منع کرنے پہ وہ وہیں رک گئی۔

"مجھے لگتا ہے ہمیں یہاں سے چلنا چاہیئے۔۔"

وہ وہاں سے باہر آیا اور اسکے ساتھ ساتھ وہاں موجود سبھی لوگ اسکے پیچھے پیچھے باہر آئے۔اب ڈرائنگ روم میں صرف اماں بی اور جنت تھی۔

"آپ اتنی سنگدل کیسے ہو سکتی ہیں؟ مجھ سے تو بہت محبت کرتی تھیں نا آپ؟؟ کیسے مجھے چھوڑ سکتی ہیں آپ؟؟" وہ انکے سامنے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

"میرے بناء تو آپ کھانا نہیں کھاتی تھیں۔۔ مجھے دیکھے بناء آپ کو چین نہیں آتا تھا۔۔اور اب؟ میں مانتی ہوں مجھ سے بہت بڑا گناہ ہو گیا ہے۔۔ لیکن میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا، جس کی وجہ سے آپ کو۔۔" اس سے پہلے وہ مزید بول پاتی، اماں بی اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"میرا دل تھی تم۔۔میرا یقین، میرا بھروسہ۔۔میرا مان تھا تم پہ۔۔ لیکن تم نے۔۔" وہ کچھ دیر توقف کے بعد دوبارہ بولیں اور بے ضبط رو دیں۔

"مجھے معاف کر دیں۔۔مجھے معاف کر دیں۔۔" وہ انکے قریب کھڑی ہو کر بولی۔

"میں یہاں سے جا رہی ہوں۔۔ پھر نجانے کب ملوں۔۔ ہو سکتا ہے ملوں ہی نا۔۔"

اسکی بات پہ انہوں نے تڑپ کر اسے دیکھا اور اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔ جہاں وہ اسکی شکل دیکھنے کی روادار نہیں تھیں، اب وہ اسے اپنے سینے سے لگائے زار و قطار رو رہی تھیں۔

"میری شاہینہ کی نشانی ہو تم۔۔ تم سے تو میں ہوں۔۔"

باہر موجود سب لوگ یہ منظر دیکھ کر روتے روتے ہنس پڑے۔ جہانگیر کے چہرے پہ طمانیت کی لہر دوڑی۔ وہ پر سکون ہو کر فاتحانہ انداز میں مسکرایا اور ساتھ ہی ساتھ شماز اور علینہ کا شکر ادا کیا جنہوں نے اسکا ساتھ دیا۔ وہ خوش تھا کہ اب وہ اٹلی پر سکون ہو کر جاسکتا ہے۔ اماں بی کا اسے معاف کرنا جہانگیر ہی کی مرہونِ منت تھا کیونکہ ایسا کبھی ہوا ہی نہیں تھا کہ جہانگیر کچھ چاہے اور وہ نہ ہو۔ اور اسکی ایک خاص وجہ اسکا پر خلوص ہونا تھا۔

مہر اسکے قریب آئی اور تشکر یہ انداز میں اسے دیکھ کر مسکرائی۔ اور آہستگی سے اسے کچھ کہا تو وہ گہری سوچ میں پڑ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ چاہتی تھی کہ تابینہ خالہ سے اسکی ایک مرتبہ ملاقات ہو جائے لیکن سجیل کے وہاں ہوتے ہوئے وہ جہانگیر کے ساتھ وہاں نہیں جانا چاہتی تھی۔ گزشتہ روز جو کچھ بھی ہوا۔ اسکا ذمہ دار وہ راحت اور تابینہ کو کسی حد تک سمجھتی تھی۔ لیکن بعد ازاں اسے سمجھ آگیا کہ وہ دونوں آخر کیا کر سکتے تھے جب سجیل ہی نہیں کچھ چاہتا تھا۔

اپنے گھر والوں سے ملنے کے بعد واپسی پہ وہ خود کو بے حد پر سکون محسوس کر رہی

تھی۔ وہ جہانگیر کو تشکرانہ انداز سے دیکھتے ہوئے نیم انداز میں مسکرا رہی تھی جبکہ وہ ڈرائیونگ میں مصروف تھا۔اسکا دھیان اپنی جانب پا کر وہ شرارتی انداز سے بولا۔

"نظر لگانے کا ارادہ ہے کیا؟؟؟ "

اس کی بات پہ وہ آہستگی سے مسکرائی۔

"شکریہ آپکا۔۔سچ میں اماں بی سے مل کر دل کو سکون سا مل گیا ہے۔۔بہت شکریہ کہ آپ مجھے یہاں۔۔ان سے ملوانے لے آئے۔۔"

"کوئی بات نہیں۔۔"

اس کے ذہن میں مہر کی بات آئی۔

"ہو سکے تو تابینہ پھپھو سے بھی ملوانے لے جائیے گا۔۔پھپھو بہت یاد کر رہی ہیں اسے۔۔۔"

"کیا ہوا؟؟" اسکے بلانے پہ اس نے اپنے خیال کو جھٹکا۔

"کچھ نہیں۔۔کسی اور سے ملنا ہو تو کہو؟؟ "

جنت نے حیران کن مگر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"کیا ہوا؟؟اس میں حیرانگی کی کیا بات ہے؟؟ تمہاری خالہ ہیں نا؟؟انکی طرف جانا ہے تو کہو؟؟" اس نے تو دی پوائنٹ بات کی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ ابھی تک اسکی طرف حیران کن نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا؟؟ مسز؟؟ کیوں مجھے نظر لگانے کا ارادہ ہے؟؟" وہ شرارتی انداز میں مسکرایا۔

"گاڑی چلانے دیں۔ مسز۔۔ کہیں ایکسیڈنٹ نہ ہو جائے۔۔" اسکی طرف سے ایک اور قہقہہ بلند ہوا۔

اس وقت جنت کو اسکی ہنسی زہر لگ رہی تھی۔ اسکا جی چاہا کہ وہ ابھی اور اسی وقت اسکی ساتھ والی سیٹ پر سے اٹھ جائے۔

"آپ واقعی اتنے اچھے ہیں یا اچھا بننے کی ایکٹینگ کرتے ہیں؟؟" آخر اسکے صبر کا پیمانہ لبریز ہو ہی گیا تھا۔

اسکی بات پہ اس نے گاڑی کی اسپیڈ ذرا آہستہ کی اور اسکی طرف دیکھ کر بولا۔

"ایکٹینگ دکھانے کے لیئے بیوی ہی رہ گئی ہے کیا؟؟؟" اس نے گویا اسکی بات کو مذاق میں ٹالا۔

"آپ کسی بھی بات کو سیریس کیوں نہیں لیتے آخر؟؟ میں بات کیا کر رہی ہوں اور آپ ہیں کہ۔۔" وہ زچ ہو کر بولی۔

"جانِ جانو۔۔ زندگی بہت بے وفا سی چیز ہے۔۔ اس میں سیریس ہو گئے تو سمجھو گئے

کام سے۔۔" وہ نیم انداز میں مسکرایا۔

"خیر۔۔" وہ اسکے ہر جواب سے عاجز آچکی تھی۔

"مجھے کسی اور سے ملنے نہیں جانا۔۔آپ گھر چلیں۔۔" اس نے التجائیہ انداز میں کہا۔

"جو حکم میرے آقا۔۔۔" وہ پھر سے مسکرادیا۔

اس نے ایک لمحے کے لیئے اس کے چہرے کی طرف نگاہ ڈالی جو گاڑی کے شیشے سے باہر کے مناظر کو خوب غور سے دیکھ رہی تھی۔اسکا معصوم چہرہ آج بھی اسکے دل کی دھڑکن کو بند کرنے کے لیئے کافی تھا۔

جنت کو اسکی نگاہیں اپنے چہرے پہ محسوس ہوئیں تو وہ بولی۔

"گاڑی سامنے دیکھ کر چلائیں پلیز۔۔۔"

"جنت۔۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کو محسوس نہ کیا کرو۔۔ مجھے تم پہ بھروسہ ہے۔۔ بلکہ میں تو چاہتا ہوں کہ تم ایک دفعہ۔۔ایک دفعہ اس سے مل لو۔۔ہو سکتا ہے کہ تم۔۔" اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کر پاتا جنت نے غصیلی نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ چپ کر گیا۔

"آپکی اطلاع کے لیئے عرض ہے وہ یہاں نہیں ہے۔۔ فیصل آباد چلا گیا ہے۔۔ وہاں لے چلیں؟؟" اسکی بات میں طنز واضح تھا۔

اس نے گاڑی گھر کے قریب پارک کی تو وہ فوراََ سے باہر نکلی۔ جبکہ وہ اسے پکارتا ہی رہ گیا۔

"جنت۔۔میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔ میری بات تو سنو۔۔"

"کیا سنوں؟؟ بیوی ہوں آپکی۔۔ حرام ہے مجھ پہ اب اسکا ذکر بھی کرنا۔۔" وہ تھوڑی دیر رکی اور پھر پلٹ کر بولی۔

"جنت۔۔جانتا ہوں میں لیکن۔۔میں چاہتا تھا کہ تم۔۔۔"

اس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کرتا وہ تیز تیز قدم بڑھاتے ہوئے اسکے سامنے سے آناََ فاناََ غائب ہو گئی۔

******

اس نے آفس کا کام ختم کیا اور اپنے لیپ ٹاپ کو بیگ میں بند کرتے ہوئے میز پہ رکھا۔

"چلو۔۔یہ کام بھی ہو گیا۔۔چائے پیتے ہیں اب۔۔اور مسز کو اپنے ہاتھ کی چائے پلا کر اس سے معافی مانگتے ہیں۔۔"وہ خود سے کہہ رہا تھا۔

ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ جنت نے چائے کا کپ اسکے سامنے والی میز پہ رکھا اور خود سامنے صوفے پہ بیٹھ گئی۔

"اللہ کی شان۔۔۔ابھی میں سوچ ہی رہا تھا چائے کے بارے میں۔۔۔"وہ قدرے

تصرف سے مسکرایا۔

جنت اسکے سامنے سے اٹھی اور وہاں سے جانے لگی۔

"کہاں جارہی ہیں مسز؟؟؟"

اسکے اچانک وہاں سے اٹھنے پہ وہ سوالیہ بولا۔

آپ نے چائے کے بارے میں سوچا۔چائے بنانے والی کے بارے میں تھوڑی نا۔۔

"وہ منہ بنا کر بولی۔

"صدقے جاؤں اس ادا کے۔۔۔تمہاری سوچ سے نکلا ہی کب ہوں؟چائے کا بھی سوچا تو تب بھی تمہیں ہی سوچا مسز۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کی بات پہ وہ جاتے جاتے رکی۔

"آپ بے وقوف نہیں بنا سکتے مجھے۔۔۔"وہ بچوں کی طرح بولی تو جہانگیر نے بغور اس کے چہرے کو دیکھا۔

"لو۔۔بیوقوف کیوں بناؤں گا؟مسز بنالیا ہے یہی کافی ہے۔۔"وہ استہزائیہ انداز میں بولا۔

"شکریہ آپکا۔۔اور۔۔"وہ بات کرتے کرتے کنفیوز ہوئی۔

"اور؟؟؟"اس نے چائے کا گھونٹ بھرا تو عش عش کرتے رہ گیا۔

"واہ۔۔مزا آگیا۔۔۔ خیر۔۔اور کے آگے کیا بات تھی؟ کہو؟؟"

"ایم سوسوری فار مائی بیہیوئیر۔۔" اسکے چہرے پہ افسردگی کے بادل صاف نظر آرہے تھے۔

جہانگیر نے اسے ایک نظر دیکھا تو دھیما سا مسکرا دیا۔

"ادھر آؤ۔۔بیٹھو یہاں۔۔۔" اس نے اسے اپنے پاس بیٹھنے کے لیئے جگہ دی۔

"تم کسی بھی انداز میں مجھ سے بات کر سکتی ہو۔۔آئی وِل ناٹ مائنڈ۔۔" وہ اسکے برابر میں بیٹھی تو وہ ذرا محبت سے بولا۔

وہ اسکے پاس سے تھوڑا کھسک لی۔

"نہیں۔۔کسی بھی انداز میں کیسے بات کر سکتی ہوں آپ سے؟؟ بڑے ہیں آپ مجھ سے۔۔آپکا ادب تو لازم ہے نا۔۔"

اسکی بات سن کر جہانگیر قہقہہ لگا کر ہنسا تو اس نے پریشان کن نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"تو یہ وجہ ہے میرا ادب کرنے کی؟؟" وہ ہنستے ہوئے بمشکل ہی اس سے پوچھ پایا۔

"اور بھی وجہ ہے نا۔۔۔"

"جیسے؟؟" وہ رومانٹک انداز میں بولا۔

"آپ میرے شوہر ہیں۔۔آپکا ادب کروں گی تو اللہ بھی مجھ سے خوش ہوگا۔۔"

اسکی بات سن کر وہ کچھ دیر توقف کے بعد سوالیہ بولا۔

"ویسے کتنا بڑا ہوں گا میں تم سے؟؟"

"دیکھنے میں تو لگتا نہیں۔۔ لیکن بھابھی بتا رہی تھیں کہ دس سال بڑے ہیں آپ۔۔"

اسکے چہرے پہ موجود سنجیدگی اسے عجیب لگی۔

"ہاں۔۔ وہ تو ہوں۔۔ کوئی مسئلہ ہے اس میں؟؟"

"ن۔ نن۔۔ نہیں۔۔ مسئلہ کیوں ہو گا۔۔ بلکہ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آ رہی۔۔ آپ عمر میں بڑے ہو کر بھی یہ نہیں جانتے کہ بیوی سے کیا بات کرتے ہیں اور کیا نہیں۔"

اس نے لگی لپٹی کی بجائے صاف صاف بات کہی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسکی ذو معنی بات پہ وہ چونکا۔

اس سے پہلے وہ اس سے مزید سوال کرتا گھر کے مرکزی دروازے سے ثمینہ اور ہارون مسکراتے ہوئے داخل ہوئے۔

"آ گئے آپ لوگ؟؟؟ جانتے بھی ہیں کہ کل ہم نے چلے جانا ہے۔۔ ہمیں ٹائم دینے کی بجائے آپ دونوں خود کو ٹائم دے رہے ہیں۔۔ دس از ناٹ فیئر مام ڈیڈ۔۔" وہ شکایتی انداز میں بولا۔

جنت کو اسکی بات پہ ہنسی آ گئی۔

"ریلیکس ہو جاؤ۔۔"ثمینہ نے جھٹ سے کہا۔اور ساتھ ہی ساتھ اسکے ہاتھ میں ایک گفٹ تھما دیا۔

وہ سمجھ گیا کہ یہ سب کیا ہے۔

"کرسٹی آنٹی کو ایسٹر کا تحفہ دینا۔اور یہ نیہا کے لیئے۔۔تم نے تو کچھ لیا نہیں ہو گا اس کے لیئے۔۔۔"

جنت ان کے مابین ہونے والی بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"اوہ۔۔تھینک یو مام۔۔تسی گریٹ او۔۔"

اسکے مسکا لگانے پہ ہارون صاحب مسکرائے۔

"دونوں باپ بیٹا ایک جیسے ہو۔۔مسکا لگانے میں ایک نمبر۔۔"

ان کا دھیان جنت پہ پڑا تو وہ ہنستے ہنستے رکیں۔

"کرسٹی ان کے دوست کی بیوی ہے۔۔اور نیہا ر ادھا دیدی کی بیٹی۔۔"

ان کے بتانے پہ جنت نے مسکرانے پہ ہی اکتفا کیا۔

"خیر۔ بہت تھک گئے۔۔چائے مل جائے گی ہمیں بھی؟؟؟"وہ صوفے پہ نیم دراز ہوئیں۔

"جی۔۔جی۔۔میں لاتی ہوں۔۔۔"وہ وہاں سے کچن میں چلی آئی۔

"ڈیڈ۔۔میرے بعد میری مام کا بہت سا خیال رکھنا۔۔ "وہ التجائیہ انداز میں بولا۔

"یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے؟؟"ہارون صاحب بولے۔

"ہاں ہے تو نہیں۔۔لیکن آپ دن بہ دن ہینڈ سم ہوتے جا رہے ہیں۔۔کہیں انکل نواز کی طرح آپ بھی۔۔۔"جنت کی آمد پہ وہ ادھوری بات کرتے کرتے رک سا گیا۔

"ارے بیٹا۔۔ہماری اتنی جرات۔۔زندگی عزیز ہے مجھے۔۔اور تمہاری ماں بھی۔۔"

وہ مزاحیہ انداز میں بولے۔

جنت نے باری باری دونوں کو چائے دی اور انکے سامنے بیٹھ گئی۔

"انہوں نے چائے کا گھونٹ بھرا تو اسے ڈھیروں دعائیں دیں۔

"نواز کو تمہاری شادی کا نہیں بتایا۔۔سرپرائز دینا ہے اسے۔۔"

"جی۔۔"اس نے اثبات میں گردن ہلائی۔

اسکا دھیان جنت پہ تھا۔اس کے ذہن میں ابھی بھی اس سے ہونے والی گفتگو گردش کر رہی تھی۔

وہ چاہتا تھا کہ ابھی اور اسی وقت وہ اس سے گفتگو کا سلسلہ وہیں سے جوڑے جہاں ختم کیا تھا لیکن مام ڈیڈ کے سامنے لحاظ رکھنا پڑا۔

"پانی لا دو۔۔"اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"جی۔۔"وہ وہاں سے اٹھی اور کچن میں چلی گئی۔

"کیا ہے جانو۔۔۔خود لے آتے۔۔ابھی تو بیٹھی ہے وہ ہمارے پاس۔۔"

انہوں نے اسے جھاڑ پلائی۔

"اب تم بھی چلے جاؤ۔۔"ہارون صاحب کی بات پہ وہ مسکرایا۔ثمینہ نے دونوں باپ بیٹے کو مسکراتے دیکھا تو ہنس دی۔

"بالکل آپ کی طرح ہے۔ ۔بس بہانہ چاہیئے بیوی کے آگے پیچھے گھومنے کا۔۔۔"

ان کی طرف سے بھی قہقہہ بلند ہوا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

******

"تم نہیں جاؤ گی ائیر پورٹ۔۔ سمجھی۔۔"زیبا نے اسے سختی سے منع کیا۔

"امی۔۔پلیز۔۔سب نے اسے معاف کر تو دیا ہے۔اب آپ خوامخواہ ہٹلر کا رول پلے نہ کریں پلیز۔۔"وہ عاجز آ کر بولی۔

"کوئی شرم لحاظ نہیں تم میں۔۔ماں ہوں تمہاری۔۔اس کے لیئے اپنی ماں سے الجھ رہی ہو تم۔۔ہٹلر بنا رہی ہو۔۔ "غصہ کے مارے زیبا کا منہ لال ہو چکا تھا۔

"امی تو آپ سمجھ جائیں نا۔۔پلیز۔۔اسے میرا انتظار ہو گا۔"وہ التجائیہ انداز میں بولی۔

"دیکھو مہر۔۔اسے معاف کر دینے کا ہر گز مطلب نہیں کہ اسے گلے سے لگا لیا

جائے۔۔اس سے رابطے میں رہنے کی میں تمہیں اجازت نہیں دے سکتی

۔۔ سمجھی ! بہتر یہی ہوگا کہ کل یونیورسٹی سے سیدھا گھر واپس آؤ۔۔ "اس نے

تاکیدی انداز میں کہا۔اور اسے خود سے مزید بحث کرنے کے لیئے اشارۃً منع کیا۔

جواباً اُس نے منہ بسور کر اسے دیکھا اور اپنی انگلیاں مسلتے ہوئے رونی صورت بنا کر اس

کے کمرے سے باہر آگئی۔

شماز لاؤنج میں بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا۔اس پہ نظر پڑتے ہی اس نے ٹی وی ریموٹ سے ٹی

وی کو بند کیا اور اسے بلایا۔

NEW ERA MAGAZINE
.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"رکو۔۔۔"

وہ سیڑھیاں چڑھتے چڑھتے رکی۔

"کیا ہوا تمہیں؟؟"وہ اسکے پاس آیا۔

"نہیں کچھ نہیں۔۔"اس نے خود کو ضبط کرتے ہوئے کہا۔

"تو آنکھ میں کچھ چلا گیا ہوگا؟؟؟"اس نے سوال کی بجائے جواب میں کہا تو وہ بوکھلائی۔

"ہاں۔۔ن۔نہیں۔نہیں۔۔رو رہی ہوں۔۔"اس نے صاف لفظوں میں کہا۔

"یہ ہوئی نا بات۔۔اب وجہ بھی بتا دو۔۔"وہ نیم انداز میں مسکرایا۔

"بھائی۔۔جینی کل جا رہی ہے۔ مجھے ائیر پورٹ جانا ہے اسے سی آف کرنے لیکن امی

ہیں کہ ۔۔۔" وہ رونی صورت بنا کر بولی۔

میرا بھائی ہوتا نا تو مجھے کسی کی منت سماجت کرنا ہی نہ پڑتی ۔۔" اب کے اس نے جذباتی انداز میں کہا تو شماز کا دل بھر آیا۔

""تو کیا میں تمہارا بھائی نہیں ؟؟ "

""نہیں ۔۔آپ تو ایمل اور سدرہ کے بھائی ہیں نا۔۔ "اب کے وہ جانتی تھی کہ شماز اسکے جذباتی حملے میں ضرور پھنسے گا۔

"کل کتنے بجے جانا ہے ؟؟؟"

وہ جھٹ سے بولی کہ کہیں وہ سوال ہی نہ بدل دے۔" صبح دس بجے۔۔"

اس کے بتائے گئے وقت پہ وہ کچھ دیر کے لیئے گہری سوچ میں پڑ گیا۔ مگر پھر کچھ دیر توقف کے بعد بولا۔

"یونیورسٹی سے تمہیں میں پِک کر لوں گا۔۔"

"لیکن آپ کا آفس ؟؟؟" اس نے اسے ایسے یاد دلایا جیسے اسے یاد ہی نہ ہو۔

"میری پیاری بہن ۔۔آم کھاؤ۔۔ پیڑ کیوں گن رہی ہو ؟؟ تمہیں ائیر پورٹ جانا ہے نا۔۔ میں لے چلوں گا۔۔ بس وقت کی پابندی کرنا۔۔" اس نے پر سکون ہو کر اسے اپنے ساتھ کا یقین دلایا۔

" اب کے بعد کبھی نہ کہنا تمہارا کوئی بھائی نہیں۔۔ سمجھی۔۔"اس نے قدرے خفگی سے کہا اور پھر مسکرا دیا۔

" کبھی نہیں کہوں گی۔۔"

جواباً مہر بھی اسے دیکھ کر تشکرانہ انداز میں مسکرا دی۔

****

اس سے پہلے وہ پانی لے کر باہر آتی، وہ کچن میں داخل ہوا۔مقابل سے سامنا ہوا ہی تھا کہ اسکے ہاتھ سے گلاس گرتے گرتے بچا۔

"میں آ ہی رہی تھی۔۔"اس نے گھبراتے ہوئے وضاحت پیش کی۔

"ریلیکس مسز۔۔۔آچکی ہو تم۔۔میری زندگی میں۔۔" وہ نیم انداز میں مسکرایا۔اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی شرارت تھی۔

جنت نے لجاتے ہوئے اسے دیکھا اور پھر نظریں جھکا کر رہ گئی۔

"میں جانتا ہوں تم ہرٹ ہو میری بات سے۔۔مجھے تم سے وہ سب نہیں کہنا چاہیئے تھا۔ہمارے رشتے کی کسوٹی تو ماضی کو بھلا کر آگے بڑھنا ہے نا۔۔وعدہ ہے میرا۔۔آج کے بعد میں کبھی وہ بات نہیں کروں گا جو تمہیں دکھ دے۔۔اور جس سے ہمارا رشتہ کمزور ہو۔۔" وہ اسکے چہرے کی طرف محبت سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"مجھے تم اور تمہارا ساتھ چاہیئے۔اور۔۔اپنے بچوں کے لیئے جنت۔۔" وہ شرارتی انداز میں مسکرایا اور دھیرے دھیرے اسکے قریب آیا کہ اس نے ہاتھ میں پکڑے پانی کے گلاس کو اپنے اور اسکے مابین کرتے ہوئے کہا۔

"پانی۔۔۔" وہ لجائی سے مسکرائی تو وہ بھی مسکرا دیا۔

ہارون صاحب جو کچن کے دروازے تک آئے ہی تھے دونوں کی باتیں سن کر واپس لوٹ گئے۔

"ماضی۔۔۔ کیسا ماضی۔۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا۔۔ جانی نے یہ سب کیوں کہا ہوگا بھلا۔۔۔"وہ خود سے بولے۔

"کیا ہوا؟؟؟ چینی نہیں لائے؟؟"ثمینہ کے پکارنے پہ وہ اپنی سوچ سے نکلے۔

"نہیں۔۔۔ایسے ہی پیو۔۔"انکی بات پہ اس نے انکا چہرہ بغور دیکھا اور پھر مسکرا دیں۔

"میں جاتی ہوں۔۔"وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور شرارت بھری نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگی۔

"بس کرو۔۔ماں ہو تم اسکی۔۔ کوئی دوست یا سہیلی نہیں۔۔"انہوں نے جیسے اسے یاد دلایا۔

"ہاں۔۔تو اسے بھی سمجھایا کریں نا۔۔جب وہ ماں باپ کو تنگ کرتا ہے۔۔"وہ وہاں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سے جاتے جاتے رکی۔

"آپ پریشان کیوں ہیں؟؟؟"

"نہیں۔۔ایسے ہی۔۔نواز کے بارے میں سوچ رہا تھا۔"ہارون صاحب کسی گہری سوچ میں ہی تھے۔

"کیا سوچ رہے ہیں؟؟پریشانی کی بات تو نہیں؟؟"وہ تفشیشی انداز میں بولیں۔

"یاد ہے جب ہم رشتہ لینے گئے تھے تو کیا ہوا تھا؟؟"ثمینہ نے ذہن پہ زور ڈال کر انہیں جواب دیا۔

"ہاں۔۔یاد تو ہے۔۔لیکن اس سب میں نواز بھائی صاحب کا۔۔"

انہوں نے اسکی بات کاٹی۔

"سوچ رہا ہوں۔۔نواز کے کہنے پہ اتنی بے عزتی کے بعد رشتہ جوڑ تو لیا۔۔لیکن کہیں جنت اسکے بارے میں جاننے کے بعد کوئی ایسا فیصلہ نہ لے لے کہ جہانگیر۔۔۔"

"اللہ خیر کرے۔۔نواز بھائی صاحب اب انڈر ورلڈ کے ڈان تو ہے نہیں کہ جنت کوئی سنگین فیصلہ لے گی۔بلکہ دیکھنا وہ تو انہیں مل کر بہت خوش ہو گی۔۔"وہ تسلی آمیز لہجے میں بولیں تو وہ ذرا پر سکون ہوئے۔

"ہمارا بیٹا اسکے ساتھ بہت خوش ہے ثمینہ۔" وہ رشکیہ انداز میں مسکرائے تو ثمینہ نے

بھی اثبات میں گردن ہلائی اور مسکرا دی۔

******

ائیر پورٹ کے مرکزی دروازے پہ کھڑے وہ بار بار پیچھے کی جانب دیکھ رہی تھی۔ جہانگیر اسکی بے قراری اور بے چینی کو سمجھ رہا تھا۔اسے بھی انتظار تھا کہ اس کے گھر سے کوئی تو آئے۔ مگر بے سود۔ دور دور تک کسی کا بھی نام و نشان نہ تھا۔

"چلیں؟؟؟"وہ سوالیہ بولا۔

"ہاں۔۔"وہ بار بار پیچھے مڑ کر دیکھے جا رہی تھی لیکن اسکے بلانے پہ بمشکل ہی سیدھی ہو کر آگے کی طرف بڑھی۔

اسی اثناء میں ایک سایہ اسے اپنے پاس محسوس ہوا جو دیوانہ وار پیچھے کی جانب اس سے آلپٹا تھا۔

اسے دیکھ کر اسکے اداس چہرے پہ مسکان سی پھیل گئی۔

"مہر۔۔۔"اس نے اسے سینے سے لگایا۔

"مجھے تمہارا ہی انتظار تھا۔۔"وہ آنکھوں میں گہری چمک لیئے بولی۔

اس نے آگے بڑھ کر جہانگیر کو سلام کیا تو اس نے اپنا شفقت بھرا ہاتھ اسکے سر پہ پھیرا۔

"اور کوئی نہیں آیا؟" اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے سوالیہ پوچھا۔

"شماز بھائی۔۔" اس نے دور سے آتے شماز کی طرف اشارہ کیا جو گاڑی کو پارک کرتے ہوئے انکی جانب آرہا تھا۔

شماز نے اسکے سر پہ شفقت بھرا ہاتھ پھیر کر اسے بھائی جیسے مضبوط سہارے کا یقین دلایا۔

بلاشبہ وہ باقی گھر والوں کی بھی منتظر تھی لیکن ان دونوں کے آجانے پہ ہی وہ مطمئن تھی۔

شماز سوٹ کیس اور اٹیچی کیس اٹھانے میں جہانگیر کی مدد کرنے لگا تو دونوں کو تھوڑی دیر دکھ سکھ بانٹنے کا موقع ملا۔

"مہر۔۔ مجھ سے رابطے میں رہنا۔۔ پلیز۔۔ اور ہاں۔۔ اماں بی کا خیال رکھنا اچھے سے۔۔ انہیں اتنا پیار دینا کہ انہیں لگے ہی نا کہ جنت کہیں گئی ہے۔۔" وہ اپنی ہی بات پہ مسکراتے مسکراتے اداسی سے اشک بار ہو گئی۔

"تم ہمیشہ ہمارے ساتھ ہو۔ سمجھی۔۔" اس نے اسے اپنے گلے سے لگایا۔

وہ اسکے گلے لگی خود کو بے حد پر سکون محسوس کر رہی تھی کہ اچانک ایک شخص اسے اپنا تعاقب کرتا ہوا نظر آیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جوں جوں وہ آگے بڑھتا گیا اسے صاف اور واضح طور پہ معلوم ہونے لگا کہ یہ کون ہے۔

وہ جانا پہچانا شخص اسے دیکھ کر زخمی انداز سے مسکرا رہا تھا۔

"سہیل۔۔۔"اس کے منہ سے بے اختیار نکلا تھا جس پہ مہر چونکی۔

وہ اس سے فوراً الگ ہو کر بولی۔

"کیا ہوا؟؟"

جنت نے اسے جواب دینے کی بجائے اس جانب اشارہ کیا جہاں سے وہ آ رہا تھا۔

اسے وہاں دیکھ کر مہر کو شدید غصہ آنے لگا۔اور اس سے بھی کہیں زیادہ غصہ جنت کو آ رہا تھا۔

مہر نے اسکا ہاتھ پکڑا اور اسے وہاں سے لے کر منظر سے غائب ہو گئی۔

"یہ۔۔یہ تو فیصل آباد تھا نا۔۔یہاں کیسے؟؟؟"جنت نے استفسار کیا۔

"کچھ پتہ نہیں۔۔"وہ کندھوں کو اچکاتے ہوئے بولی۔

"کہیں تم نے۔۔" مہر کے چہرے کے زاویے بدلتے دیکھ کر جنت نے اپنا سوال وہیں ختم کیا۔

"بھروسہ رکھو مجھ پہ۔۔"وہ اسکے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیتے ہوئے بولی۔

"ایم سوری۔۔"

اس کی زبان میں لغزش کو محسوس کرتے ہوئے جنت تاسف سے بولی۔

لیکن اسے یہ بات ابھی بھی کھٹک رہی تھی کہ وہ یہاں کیوں آیا ہے؟

اب کہ وہ اس کے بالکل سامنے آموجود ہوا۔ بھلے ہی وہ دور تھا۔ لیکن اسکا دور سے نظر آنے والا دھندلا چہرہ اسے کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا۔

وہ دور سے کھڑا بس اسے حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتا ہی رہ گیا۔ اسے اتنے دنوں بعد دیکھنے پہ اسکی آنکھوں میں گہری چمک تھی۔

اسکی ہٹ دھرمی پہ مہر نے اسے دانت پیستے ہوئے دیکھا۔ لیکن وہ تھا کہ اپنے خیالوں کی الگ دنیا میں ہی محو تھا۔

جنت تھی کہ اسے لاپرواہی سے دیکھتے ہوئے ائیرپورٹ کے داخلی دروازے کی طرف بڑھ گئی جہاں شماز اور جہانگیر سامان سائیڈ پہ رکھ رہے تھے۔

"میں پوچھتی ہوں اس سے۔۔ یہ اب کیا لینے آیا ہے یہاں۔۔۔"

مہر نے آؤ دیکھا نا تاؤ فوراََ سے اسکی جانب بڑھی۔

جس قدر غصہ سے وہ وہاں سے گئی تھی، صاف لگ رہا تھا کہ وہ اس سے بات کرنے سے پہلے اسے زوردار تھپڑ رسید کرے گی۔

"مہر۔۔رکو۔۔مہر۔۔"

جنت نے اسے اپنے پاس سے تیزی سے گزرتے دیکھا تو وہ ہکا بکا رہ گئی۔

وہ بھی اسکے پیچھے پیچھے بھاگی۔

"کیا ہوا؟؟" جہانگیر نے اسے مہر کے پیچھے جاتے دیکھا تو بولا۔

"وہ۔۔اپنا بیگ باہر بھول گئی ہے۔۔اور موبائل بھی۔۔" وہ جاتے جاتے رکی اور اسے جواب دے کر خود بھی اسکے پیچھے ہولی۔

"مسئلہ کیا ہے تمہارا؟؟ اب کیوں آئے ہو؟؟" وہ اسکے پاس جاتے ہی کاٹ کھانے کو بولی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جنت جو اسکے پیچھے پیچھے آرہی تھی اسے سجیل کے ساتھ الجھتے دیکھ کر قریبی ستون کے پیچھے چھپ گئی۔

"ایک دفعہ اس سے بات کر لینے دو مجھے۔۔" وہ بے حد اذیت سے بولا۔

اس نے اسے غصہ سے دیکھا اور پھر بولی۔

"بات کر لینے دوں؟؟ پاگل ہو تم؟؟؟ اسے بے عزت کر کے دل بھرا نہیں تمہارا؟ جو اب ساری دنیا کے سامنے۔۔۔"

اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کر پاتی سجیل نے اسکے سامنے اپنے ہاتھ جوڑے۔ جس پہ

اس نے ترس بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

اس کی حالت کے پیشِ نظر اس سے چند قدم دور کھڑی جنت کی آنکھوں سے آنسوؤں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔

اس نے خود کو ضبط کیا تو آنکھوں سے آنسو اس کے دل پہ آ گرے جس کی تکلیف میں اسکا دل کٹ کر رہ گیا۔

"مہر۔۔پلیز۔۔مجھے ایک دفعہ اس سے ملنا ہے۔صرف ایک دفعہ۔۔پلیز۔۔۔"

مہر نے الجھ کر اسے دیکھا۔

****

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

• تم سنگ جو چلے

"جاؤ یہاں سے پلیز۔۔۔"وہ زچ ہو کر بولی۔

"پلیز۔۔مہر ایک دفعہ۔۔۔آخری دفعہ۔۔۔"وہ گڑگڑایا۔

"تمہیں اگر شماز بھائی نے دیکھ لیا تو اچھا نہیں ہو گا۔۔"اس نے اسے سمجھانا چاہا مگر وہ تھا کہ اس سے ملنے پہ بضد تھا۔

اسے اسکے جانے کی کوئی امید نظر نہیں آرہی تھی تو وہ خود ہی آگے بڑھی۔

جیسے جیسے وہ تیزی سے قدم بڑھاتے ہوئے اسکے قریب آرہی تھی اسکے دل کی دھڑکنیں بند ہونے کو تھیں۔

اسے اپنے سامنے پاکر اس نے سکھ کا سانس لیا۔

مہر اسے آتا دیکھ کر حیران رہ گئی۔

"آپ خود کو کیا سمجھتے ہیں؟؟؟کیوں ملنا ہے اب؟؟؟آپکو کیا لگتا ہے مسٹر سجیل کہ آپ کے مطابق ہی سب ہو گا؟؟میں کٹھ پتلی نہیں ہوں سمجھے آپ۔۔جیتی جاگتی انسان ہوں۔۔جسے آپ جیسے مرد سے بھیک نہیں چاہیئے۔۔نہ تعلق کی اور نہ محبت کی۔۔"

وہ آگ بگولہ تھی۔اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کے سامنے پھوٹ پھوٹ کر رو دے

لیکن وہ اسکے سامنے اپنے آپ کو کسی صورت کمزور پیش نہیں کرنا چاہتی تھی۔

وہ اسے کوس رہی تھی اور وہ تھا کہ اسکے چہرے کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

شاید یہ سوچ رہا تھا" نجانے پھر کبھی تمہیں دیکھنا نصیب ہونا ہو۔"

"چلو مہر۔۔۔"اس نے مہر کا ہاتھ پکڑا اور وہاں سے جانے لگی۔

"مجھے معاف کر دو۔۔۔"اسے جاتا دیکھ کر بلاتا خیر اس کے منہ سے نکلا۔

وہ جاتے جاتے رکی۔"معافی۔۔"وہ زخمی انداز میں مسکرائی۔

"معافی تو آپکو شاید روزِ قیامت بھی نہیں ملے گی۔۔"اس نے اتنا کہا اور اسکے سامنے سے آناً فاناً غائب ہو گئی۔

" جن کے جانے سے جاتی تھی جان۔۔ان کا جانا بھی سہا ہے ہم نے۔۔"اس کے اندر اسکے دل کی آواز گونجی، جس سے اسکا سانس لینا محال ہو گیا۔

****

اٹلی آتے ہی اسکے دل میں موجود سب وہم ختم ہو گئے۔اسکے سارے گمان اور اندازے غلط ثابت ہوئے۔۔جہانگیر اسکے لیئے ایک آئیڈیل شوہر ثابت ہوا تھا۔لیکن اسکے دل میں کہیں نہ کہیں ایک خالی پن ضرور تھا۔جو اسے اکثر بے چین کر دیتا تھا۔

رادھا دیدی اور انکے گھر والے سبھی اسے اپنے گھر کا فرد سمجھتے تھے۔ جہانگیر آفس جاتا تو رادھا دیدی ہی وہ واحد تھیں جو اسکا خیال رکھتی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سمپلن پارک کا ماحول بھلے ہی پر سکون تھا لیکن اسکے دل میں اٹھنے والا شور اسے بے چین سا کر گیا تھا۔

"اس لاپرواہ شخص کی لاپرواہی نے مجھے کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔۔اور اب یہ اسکے پیچھے پڑ گیا۔۔۔" کال منقطع ہوئی تو وہ خود سے الجھنے لگی۔

وہ جب سے اٹلی آئی تھی، ہر سہہ پہر سمپلنگ پارک ضرور آیا کرتی تھی۔ اور اسکی وجہ اس پارک کا خوبصورت اور دلفریب منظر تھا۔

اسے یہاں آئے ایک ماہ سے زائد کا عرصہ ہو گیا تھا لیکن پاکستان سے اسکی خبر کسی نے نہ لی۔ آج اچانک آنے والی کال نے اسکے چہرے پہ مسکراہٹ تو بکھیری ہی تھی لیکن وہ مسکراہٹ جس تیزی سے اسکے ہونٹوں پہ آئی تھی، اتنی ہی تیزی سے غائب ہو گئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”اسے آج میری ضرورت ہے لیکن۔۔میں کہاں اور وہ کہاں ؟؟میلوں کا فاصلہ لمحوں میں کیسے کم کروں ؟؟ مہر۔۔میری پیاری۔۔“ اسکی آنکھیں بھر آئیں۔

"کاش کہ میلوں کا فاصلہ پلکیں جھپکنے میں طے ہو جاتا۔۔کاش میں تمہارے پاس ہوتی۔۔ تمہیں گلے لگا پاتی۔۔تمہارے آنسو صاف کر پاتی۔۔کاش۔۔"

ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہی تھی کہ اسے ایک شخص اپنے سامنے آتا ہوا دکھائی دیا۔اسکا دور سے نظر آنے والا دھندلا چہرہ اسے مزید واضح ہوا تو وہ اپنی جگہ سے فوراً اٹھی،اپنے آنسو صاف کیے اور جہانگیر کو کال ملائی۔

”کہاں رہ گئے آپ ؟؟“

”کیا ہوا؟؟ تم گھبرا کیوں رہی ہو؟؟“ وہ گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے پارک کی جانب ہی آ رہا تھا۔

”ایک شخص کافی دیر سے مجھے دیکھ کر مسکرا رہا ہے۔۔اور اب تو وہ میرے پاس بھی آ رہا ہے۔۔ میں نے آپ کو کال ملائی تو وہ تھوڑا فاصلہ پہ رک گیا ہے۔۔ پلیز آپ جلدی آئیں۔۔۔“ اسکے لفظوں سے اسکی گھبراہٹ صاف ظاہر ہو رہی تھی۔

”یہاں کیا بزرگ آدمی چھیڑتے ہیں ؟؟“وہ اسکے بچگانہ سوال پہ بے اختیار ہنس پڑا۔

”تو میں آ جاؤں کیا؟؟ “

"ظاہر ہے۔۔"

"کچھ نہیں ہوتا۔۔۔جہاں بٹھا کر گیا تھا، وہیں بیٹھ جاؤ۔۔ میں یہاں قریب ہی ہوں۔۔آ رہا ہوں بس۔۔" اس نے کال منقطع کی اور گاڑی کو پارک کے باہر پارک کرتے ہوئے گاڑی سے باہر آیا۔

"میں آپ سے کچھ بات کر سکتا ہوں بیٹی؟؟" وہ شخص اسکے پاس آ کر بولا تو وہ مزید سہم کر رہ گئی لیکن بیٹی لفظ پہ اسکے دل کو ذرا حوصلہ ملا۔

"جی۔۔آپ کون ہیں؟؟" اس نے دریافت کیا۔

"میں۔۔" اس نے سوالیہ انداز میں کہا اور مسکرایا۔

"آپ پاکستان سے ہیں؟"

"جی۔۔" اس نے سادہ سے انداز میں جواب دیا۔ لیکن اس شخص کی خوشی قابل دید تھی۔

"میرا پیارا پاکستان۔۔" وہ گہری سانس لے کر بے پناہ محبت سے بولا۔

اسے اسکے لہجے میں پاکستان کے لیئے شیرینی واضح محسوس ہو رہی تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ اسکا پاکستان سے صدیوں پرانا رشتہ ہے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''اور لاہور سے ؟؟'' اس نے تجسس سے اگلا سوال پوچھنے میں ذرا سی بھی دیر نہ کی۔

اب کے اس کے سوال پہ اسکا حیران ہونا بنتا تھا۔اس سے پہلے وہ جواب دیتی،اسے پارک کے داخلی دروازے سے جہانگیر داخل ہوتا ہوا دکھائی دیا۔بناء کچھ کہے ہی وہ اس شخص کے پاس سے سائیڈ پہ ہوئی اور تیز قدم بڑھاتے ہوئے جہانگیر کی جانب جانے لگی۔

اسکے جواب کا منتظر شخص اس کے ردِ عمل پہ جز بز سا ہو کر رہ گیا تھا۔اس نے آگے بڑھ کر دیکھنا چاہا کہ وہ کس کے پاس جا رہی ہے؟

''جہانگیر ہارون۔۔'' اب کے اس کے چہرے پہ طمانیت تھی۔ اس نے اس کے پاس جانے سے فی الوقت گریز ہی کیا اور وہاں سے واپس ہو لیا تھا۔

"ہارون۔۔تو تم نے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔۔" وہ دل ہی دل میں خود سے بولے۔ان کے چہرے کی مسکراہٹ ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھ کر مزید گہری ہوتی گئی۔

وہ اسکے سینے سے جا لگی تو وہ مسکرا دیا۔

''کہاں چلے گئے تھے آپ۔۔آپ جانتے بھی ہیں کہ مجھے اکیلے ڈر لگتا ہے یہاں۔۔ پندرہ منٹ کا بول کر گئے تھے اور آدھا گھنٹہ ہو گیا۔۔ ''

''تبھی تو گیا تھا۔۔۔'' وہ ذو معنی الفاظ میں بولا۔

"کیا مطلب؟ کہاں گئے تھے؟؟" وہ اس سے الگ ہو کر سوالیہ انداز سے بولی۔

"اتنی محبت سے مجھ سے ملی ہو، شکر ادا تو کرنا بنتا ہی ہے اس انسان کا جس سے تم ڈری ہو۔۔" وہ کھلکھلا کر ہنسا۔

"تو مذاق اڑا رہے ہیں آپ میرا؟؟؟" وہ شکایتی انداز میں سوالیہ بولی۔

"ارے نہیں مسز۔۔۔ سرپرائز ہے نا۔۔۔گھر جا کر بتاؤں گا کہ کہاں گیا تھا۔۔" وہ ہنسا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے پارک سے باہر مسکراتا ہوا لے گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆

"کہاں ہیں؟؟؟" اس نے کچن سے اسے آواز لگائی لیکن اسکی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔

"سنیں۔۔۔ کہاں ہیں؟؟؟ "

"آ رہا ہوں بس۔۔۔۔ دو منٹ۔۔" اس نے جھولے کو کمرے میں نصب کیا اور کمرے سے اونچی آواز لگائی۔

"کھانا ریڈی ہے۔۔ آ جایئے۔۔" اس نے میز پہ کھانا لگایا اور اسے دوبارہ سے آواز لگائی اور کرسی پہ بیٹھ کر اسکا انتظار کرنے لگی۔

"کچھ خاص بنایا ہے؟؟" وہ ڈائننگ ٹیبل کے پاس آیا اور اسکے برابر والی کرسی پہ بیٹھ گیا۔

"خاص تو کچھ بھی نہیں۔۔"

"یہی بنا سکی ہوں اتنے کم وقت میں۔۔" وہ ذرا منہ لٹکا کر اداسی سے بولی تو اس نے اسکی دلجوئی کی۔

"ارے نہیں۔۔۔بہت اچھا ہے یہ تو۔۔"اس نے پلیٹ میں سے پیز اپر اٹھا یا اور اسکو کھانے لگا۔

"کہاں سے سیکھا یہ سب؟؟ "

"یوٹیوب سے۔۔" وہ ذرا نروس ہوتے ہوئے بولی۔

"واؤ۔۔ لو تم بھی۔۔" وہ مزے سے پراٹھا کھاتے ہوئے بولا۔

"جی۔۔۔ "

اسکے چہرے پہ بے شک مسکراہٹ تھی لیکن اسکا انداز اسے بے قرار کر گیا تھا۔

"کچھ ہوا ہے کیا؟؟" آخر اس نے سوال کیا۔

"نہیں۔۔۔" وہ اداسی سے بولی۔

وہ چائے پیتا ہوا رکا۔کپ میز پہ رکھا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اندر کمرے میں لے گیا۔

اسکے اس انداز پہ وہ اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔

"کیا ہوا ہے؟؟ آپ ایسے؟؟" وہ کمرے میں آئی تو وہاں رکھے جھولے کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔

"کیسا لگا سرپرائز؟؟ "

"بہت اچھا۔۔ یہ تو وہی ہے نا جو ہم نے کل دیکھا تھا۔۔" وہ استفہامیہ انداز میں بولی۔

"ہاں۔۔ اور تم نے مہنگا ہونے کی وجہ سے منع کر دیا تھا۔۔" وہ مذاحیہ انداز میں بولا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مہنگا تو اچھا خاصا ہے یہ۔۔ پتہ ہے پاکستانی پچاس ہزار کے قریب بنتا ہے۔۔" اسکے معصومانہ اندازے پہ وہ کھلکھلا کر ہنسا۔

"میری زندگی۔۔ تمہارے لیئے ہی تو ہے یہ سب۔۔ بس خوش رہا کرو۔۔۔" وہ اسکے گالوں کو تھپتھپاتے ہوئے بولا تو وہ نیم انداز میں مسکرا دی۔

"رات میں جلدی آجایئے گا۔۔ "

"تم کہو تو جاتا ہی نہیں ہوں۔۔" وہ رومانٹک انداز میں بولا تو وہ شرما گئی۔

"نہیں ایسا کب کہا میں نے۔۔ بس آپ جلدی آجایئے گا۔۔"

"چلو رات میں تیار ہو جانا۔ کہیں باہر کھانا کھاتے ہیں۔۔" وہ مسکرایا اور اسے وِداع کرتے ہوئے، وہاں سے چلا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"امی۔۔ مجھے ابا سے بات کرنے دیں پلیز۔۔۔" مہر اسکی منت سماجت کر رہی تھی، مگر ان کا ایک ہی جواب تھا۔

"ابھی جنت کا قصہ پرانا نہیں ہوا جو تم اب ہمارے سر پہ خاک ڈالنے کی تیاری کر رہی ہو۔۔"

"امی معافی مانگ کر تو گئی ہے وہ آپ سب سے۔۔اب اور کتنا آپ اسے۔۔۔۔"

"لگتا ہے تمہیں میری بات سمجھ نہیں آئی۔۔۔" زیبا کا بس چلتا تو اسکی بے باکی پہ اسکے منہ پہ تھپڑ رسید کر دیتی۔

"مجھے پاپا سے بات کرنی ہے۔۔" اس نے جیسے اپنا فیصلہ سنایا۔

"کیا بات کرنی ہے مجھ سے ؟؟؟" انکی گھمبیر آواز سنتے ہی دونوں سہم گئیں۔

"کہو مہر بیٹی ؟؟ پیسے چاہیئں یا کوئی اور بات ہے ؟؟" وہ اسکے قریب بیٹھے اور بڑے

لاڈ سے سوالیہ بولے۔

"نہیں۔۔پاپا۔۔۔پیسے نہیں چاہیئں۔۔ پاپا۔۔۔مجھے شادی۔۔۔" اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرنے کی جسارت کر پاتی، زیبا نے اسکی بات کاٹی۔

"کہہ رہی تھی شادی کا فنکشن مارکی یا میرج ہال میں کرنا ہے۔۔میں نے تو اب سمجھایا ہے اسے۔۔جب گھر کا لان ہے۔۔گھر میں اچھا خاصا انتظام ہو سکتا ہے تو۔۔ "

"بس۔۔اتنی سی بات۔۔۔" وہ انکی بات پہ کھلکھلا کر ہنسے۔

"مہر۔۔جیسے تم چاہتی ہو، ویسا ہی ہو گا میری بچی۔۔ جب دولہا تمہاری مرضی کا ہے تو شادی کی تقریب بھی تو تمہاری مرضی سے ہو گی نا؟" وہ اسکے سر پر پیار بھرا ہاتھ پھیر کر بولے تو وہ حیران ہی رہ گئی۔

"پاپا۔۔ لیکن۔۔" اس نے بولنا چاہا مگر زیبا نے اسکو دوبارہ سے ٹوکا۔

"ارے مہر۔۔بس بھی کرو۔۔ تمہاری مرضی سے ہی سب ہو گا۔۔" انہوں نے دھمکی آمیز نگاہوں سے اسے گھورا اور وہاں سے جانے کے لیئے اشارۃً کہا۔

اسکے وہاں جانے کے بعد زیبا نے سکھ کا سانس لیا۔

"کیا ہوا؟؟کوئی ہریشانی ہے کیا؟؟؟" اسکی حالت کے پیشِ نظر نعیم صاحب نے دریافت کیا۔

"نہیں۔۔پریشانی کیا ہونی ہے؟" وہ بمشکل ہی مسکراتے ہوئے بات کو آئیں بائیں شائیں کر پائی تھیں۔

*****

دوسری طرف وہ اندر ہی اندر خود سے الجھ رہی تھی۔ اسی اثناء میں اس کے موبائل پہ بیپ ہوئی۔اس نے بلاتاخیر فون اٹھایا۔

"آخر کیوں سمجھ نہیں آرہا امی کو۔۔ آخر کیسے وہ میرے ساتھ یہ سب کر سکتی ہیں؟؟" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

"کیا ہوا؟؟ایسے کیوں رو رہی ہو تم؟؟" جنت کا دل بیٹھا جا رہا تھا۔

"تو کیا کروں؟؟ میری بات سننے والا کوئی نہیں ہے یہاں۔۔"

"کیوں کوئی نہیں ہے؟ماموں سے بات کرو۔۔ اماں بی سے بات کرو۔۔"

"امی بات کرنے دیں گی تب نا؟کچھ بھی کہوں تو یہی جواب سننے کو ملتا ہے۔۔ "ابھی جنت کا قصہ پرانا نہیں ہوا جو تم اب ہمارے سر پہ خاک ڈالنے کی تیاری کر رہی ہو۔۔ "

اسکی بات سن کر جنت کا دل بھر آیا۔لیکن اس نے اپنے دکھ سے زیادہ مہر کی بات کو سننا زیادہ مناسب سمجھا۔

"شاہ ویز سے بات کرو۔۔ آخر وہ کیوں یہ سب کر رہا ہے؟؟؟"

"اس سے کیا بات کروں؟؟؟ وہ تو کسی سے بھی بات نہیں کر رہا۔۔" وہ روتے ہوئے بولی۔

"مہر۔۔۔ میری جان۔۔ اپنا خیال رکھو پلیز۔۔" آخر وہ بھی رونے لگی۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔" اس نے فون رکھا اور اپنی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کو تیزی سے صاف کرتے ہوئے موبائل کو دوبارہ سے پکڑا اور شاہ ویز کا نمبر نکالا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہ انسان جان بوجھ کے کر رہا ہے۔۔۔ آخر کیسے سب لوگ اتنا بڑا فیصلہ لے سکتے ہیں۔۔وہ بھی مہر کی مرضی کے بناء؟؟"

اسکی طرف سے بیل جا تو رہی تھی مگر کوئی جواب موصول نہیں ہو رہا تھا۔آخر اس نے دوبارہ سے فون ملایا۔

"فون اٹھاؤ شاہ ویز۔۔۔" اسکے غصے میں شدید اضافہ ہو رہا تھا۔

دوسری طرف وہ شاور لے کر واش روم سے باہر آیا تو موبائل پہ بار بار رِنگ ہوتا دیکھ کر پریشان ہوا۔

نمبر اسکے لیئے نیا تھا، سواس نے فون اٹھانے میں جلدی کی۔ابھی اس نے فون کان کے ساتھ لگایا ہی تھا کہ وہ بولی۔

''آخر تم چاہتے کیا ہو؟؟؟ آخر اس نے تمہارا کیا بیگاڑا ہے؟؟'' عین ممکن تھا کہ وہ اسے گالم گلوچ سے بھی نواز دیتی مگر یہ سب اسکی تربیت میں شامل نہیں تھا۔

''اوہ۔۔تو تم ہو۔۔'' اسکے لبوں پہ فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔اس نے موبائل کو اسپیکر پہ ڈالا اور خود ٹی شرٹ پہننے لگا۔

''جانتا تھا کوئی اور مجھ سے سوال کرے نہ کرے۔۔ مگر تم ضرور سوال کرو گی۔۔ خیر۔۔ پہنچ گئی خبر تم تک؟؟؟''

''شاہ ویز۔۔تمہارا اب کا کھیل انتہائی گھناؤنا اور گھٹیا ہے۔۔خدا کے لیئے بس کردو۔۔۔'' وہ تنبیہی انداز میں بولی۔

اس کے یہ الفاظ سنتے ہی اس نے فون کا اسپیکر بند کیا اور فون کو دوبارہ کان کے ساتھ لگایا۔

خدا کے لیئے مہر کے ساتھ یہ ظلم نہ کرو۔۔۔'' اس نے اسے خوب ڈانٹ پلائی مگر پھر التجائیہ انداز میں بولی۔

''بس۔۔بس۔۔۔ بہت ہو گیا۔۔ ظلم تو میرے ساتھ ہو رہا ہے۔۔ مجھ سے پوچھ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بناء ہی ابا نے اسے میرے ماتھے پہ چپکا دیا ہے۔۔۔اور تم کہہ رہی ہو کہ اس پہ ظلم ہو رہا ہے؟؟" آخر وہ ہار چکا تھا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟؟ کیا مطلب ہے اس بات کا؟؟ شاہ ویز؟میں کچھ پوچھ رہی ہوں تم سے۔۔۔" وہ اس سے مکرر سوال پہ سوال کیے جا رہی تھی مگر وہ تھا کہ بت بنا اسکی آواز سنتا رہ گیا۔

"شاہ ویز؟؟ کچھ پوچھا ہے میں نے۔۔۔ کیسا ظلم؟؟اور وہ بھی تمہارے ساتھ؟؟"

"کیا یہ میرے ساتھ ظلم نہیں کہ میں نے جسے پسند کیا، انہیں اس پسند کا احساس نہیں ہوا؟؟اور جسے میں نے پسند ہی نہیں کیا اسے میرے گلے باندھ رہے ہیں۔۔۔" وہ اسکی ذو معنی گفتگو کو سمجھ رہی تھی۔

"میری بات سنو شاہ ویز۔۔مجھے اپنی فضول بکواس میں الجھاؤ نہیں۔۔۔ٹو دی پوائنٹ بات کرو۔۔"

"تمہیں تو میری ہر بات ہمیشہ ہی بکواس لگی ہے۔۔"وہ زخمی انداز میں مسکرایا مگر پھر سنجیدہ ہوتے ہوئے بولا۔

"خیر۔۔۔ابا اور چچا کو لگتا ہے کہ میں اور وہ ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔۔"

"وہاٹ؟؟" وہ اسکی بات پہ حیران رہ گئی۔

"ایسا کیوں؟؟"

"یاد ہے تمہیں۔۔پوپھو جب ہسپتال تھیں۔۔تب میں اماں بی کو ہسپتال لے کر آیا تھا۔۔مہر نے میرا شکریہ ادا کیا اور ہماری مختصر سی گفتگو نے ان دونوں کے ذہنوں میں نجانے کس غلط فہمی کو جنم دے دیا۔۔میں نہیں جانتا۔۔" وہ مجبور اور لاچار ہوتے ہوئے بولا۔

"تو؟تم نہیں جانتے؟؟؟ اب تو جانتے ہو نا سب؟؟ تو منع کر دو شادی کے لیئے۔۔" اس نے صاف لفظوں میں بات کی۔

"میں ایسا نہیں کر سکتا۔۔۔" وہ کندھے اچکاتے ہوئے نفی میں گردن ہلا کر بولا۔

"تو پھر فیصل آباد والے گھر میں چلے جاؤ۔۔۔"

اس کے آئیڈیا پہ وہ طنزیہ ہنسا۔

"وہیں تھا۔۔ابا نے حکم دیا کہ یہاں آؤں۔۔اب مجھے کیا خبر تھی کہ یہاں کیا سیاپا میری جان کو پڑنے والا ہوگا۔۔" وہ تنگ آ کر بولا۔

"تم چاہو تو اس سیاپے سے جان چھوٹ سکتی ہے تمہاری۔۔۔"اس نے اسے سمجھانا چاہا۔

"میرے چاہنے یا نہ چاہنے سے کچھ نہیں ہوگا۔۔میں کچھ نہیں کر سکتا۔۔"اس نے

گویا خود کو مجبور پیش کیا۔

"وجہ جان سکتی ہوں میں؟؟"اس کی بات پہ وہ چپ رہا تو وہ کچھ دیر توقف کے بعد بولی۔

''کیوں؟ کیوں ایسا نہیں کر سکتے تم؟؟؟ بولو؟؟ ''

''سمجھ گئی۔۔ تم سب گھر والوں کی گڈ بکس میں رہنا چاہتے ہو۔۔ تمہیں سب اچھا کہیں۔۔ تو سنو۔۔ تم اچھے ہو۔۔ بہت اچھے ہو۔۔ اگر تم معصوم لوگوں کی زندگیوں کے ساتھ کھیلنا بند کر دو تو۔۔۔''

وہ بڑے تحمل سے اسکی ہر بات برداشت کر رہا تھا۔۔ مگر اسکے اس الزام پہ وہ پھٹ پڑا۔

''زندگی کے ساتھ کھیلنا کیا ہوتا ہے یہ اب میں بتاؤں گا تمہیں۔۔ اور ہاں۔۔ آج کے بعد مجھے فون کرنے کی جرأت نہ کرنا۔۔ سمجھی۔۔'' اس کے لہجے میں دھمکی واضح تھی۔

اس نے فون رکھا اور غصے سے لال پیلا ہوتے ہوئے کمرے سے باہر آیا۔

دوسری طرف وہ اسکے منہ سے دھمکی آویز الفاظ سن کر ڈر چکی تھی۔

☆

☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ، وہ اسکے کمرے کی طرف ہی آرہا ہے۔ رو رو کر اسکا برا حال ہو چکا تھا، مگر کوئی اسکی بات سننے کو تیار ہی نہیں تھا۔ آخر اماں بی سے بات کرنے کی جرأت کی ہی تھی کہ وہاں اسے اپنی شادی کی تاریخ سننے کو ملی۔ جنت سے فون پہ بات کرنے کے بعد وہ اپنی ماں سے نظریں بچاتے بچاتے اماں بی کے کمرے میں پہنچ تو گئی تھی مگر وہاں اس سے پہلے وہ کوئی بات کر پاتی۔۔اسکے سر پہ بم پھوڑ دیا گیا۔

****

وہ اسکے کمرے میں بناء دستک دیئے ہی جارحانہ انداز میں داخل ہوا کہ وہ گھبرا گئی۔

"آخر مسئلہ کیا ہے تمہارا؟؟ کیا ظلم کیا ہے میں نے تمہارے ساتھ بولو؟؟؟ کیا میں نے ان سب سے کہا ہے کہ تمہیں میرے گلے باندھ دیں؟؟" اس نے اسے بازو سے زور سے پکڑا۔

وہ اسکی غیر متوقع آمد پہ ششدر رہ گئی۔

اسکے گیلے بالوں سے ٹپکتا پانی اسکے بازو پہ گر رہا تھا، اور وہ اپنے آپکو اسکی گرفت سے آزاد کروانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی مگر ناکام رہی۔

"اور یہ رونا؟؟ کس بات کا ہے؟؟ بڑی بولڈ بنتی پھرتی ہو نا تو۔۔۔۔" اس نے اسے

پھر سے جنجھوڑا۔

اپنے حق کے لیئے آواز اٹھاؤنا۔۔تاکہ میری جان خلاصی ہو تم سے۔۔" وہ قدرے حقارت سے بولا تو اسکی آنکھیں مزید پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔" اس نے اپنے بازو کی گرفت کو اسکے ہاتھ سے آزاد کروایا۔

"کوئی شرم لحاظ نام کی چیز ہے تم میں کہ نہیں؟؟ کیا طریقہ ہے یہ؟؟" اس نے اسکے بالوں کی طرف دیکھا جو ابھی تک گیلے تھے۔ان سے ٹپکنے والے پانی کے قطرے اسکے ہاتھ تر کر گئے تھے۔

"ابھی تو کچھ نہیں کیا میں نے۔۔ لیکن یاد رکھنا۔۔مجھ سے اچھے کی امید مت رکھنا اب تم۔۔" اس نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا اور وہاں سے جانے ہی لگا تو وہ بولی۔

"امید اور تم سے۔۔ اتنی گئی گزری سوچ نہیں ہے میری شاہ ویز نعیم احمد۔۔ میرے ساتھ کچھ بھی برا کرنے سے پہلے سوچ لینا کہ مہر ندیم احمد تمہاری ٹکر کی بندی ہے۔۔سمجھے۔۔۔" اس نے پوری ہمت اور دلیری سے اسکی بات کا منہ توڑ جواب دیا تھا۔

"وہ چلی گئی ہے اب یہاں سے۔۔بہتر یہی ہو گا کہ اس سے دور رہو۔۔" اسکے زہر خندہ لہجے کو دیکھ کر وہ دانت پیستے ہوئے رہ گئی۔

"کیوں۔۔ بڑا غصہ آرہا ہے مجھ پہ؟؟؟" وہ اسکے قریب بڑھتا ہوا بولا۔

"جی چاہتا ہے کہ تمہارا منہ نوچ لوں۔۔ گھٹیا ہو تم۔۔" وہ بے اختیار بولی۔

اپنے لیے یہ الفاظ سنتے ہی اسکا مزید خون کھولنے لگا۔

اس سے پہلے وہ مزید کچھ بولتا ندیم صاحب کمرے میں داخل ہوئے۔

"تم یہاں؟؟اور یہ کیا حلیہ بنایا ہوا ہے تم نے؟؟" کمرے کا دروازہ کھلا دیکھا تو وہ وہاں آموجود ہوئے۔

انکی اچانک آمد پہ دونوں کے ہی سانس خشک ہوگئے۔ مگر مہرا بھی تک پورے حوصلے سے کھڑی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تایا جان۔۔ یہ ہی یہاں چلا آیا ہے۔۔ پوچھیں اس سے۔۔"

اسکی دیدہ دلیری پہ شاہ ویز کا جی چاہا اسکا منہ نوچ لے۔ اور وہ تھی کہ اس انتظار میں تھی کہ ابھی اسے ڈانٹ پڑے گی۔ تو وہ انہیں مزید بھی کچھ بتا سکے گی مگر سب کچھ اسکے برعکس ہی ہوا تھا۔

"مانا کہ تم دونوں کی شادی طے ہوگئی ہے۔۔ لیکن رسم رواج بھی تو کسی چیز کا نام ہے۔۔" انہوں نے دونوں کو ذرا پیار سے سمجھایا۔

"تم دونوں شادی تک ایک دوسرے سے دور رہو تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔۔" اب کے

ان کے لہجے میں ذرا سختی تھی۔

"تایا ابا۔۔ ایسی بات نہیں ہے۔جیسا آپ سمجھ رہے ہیں۔۔میں اور یہ۔۔میرا مطلب ہے ہم دونوں۔۔۔" وہ ذرا کنفیوز ہوئی۔

شاہ ویز اسکے چہرے کی طرف نگاہ گاڑھے ہوئے تھا۔اس سے پہلے وہ کچھ اور کہہ پاتی،انہوں نے اسکی بات کاٹی۔

"جانتے ہیں ہم سب۔۔ تبھی تو تم دونوں کی شادی کا فیصلہ کیا ہے ہم سب نے۔۔"

ان کے لہجے میں سختی واضح جھلک رہی تھی۔انہوں نے اتنا کہا اور شاہ ویز کی طرف گھور کر دیکھا تو وہ وہاں سے آناً فاناً غائب ہو گیا۔

"خوش رہو۔۔۔"

انہوں نے اسکی طرف دیکھا اور محبت سے اسکے چہرے کی طرف نگاہ ڈال کر وہاں سے چلے گئے۔

"بس خوش رہنے کی دعائیں ہی دے سکتے ہیں یہ لوگ۔۔خوش رہنے نہیں دیں گے۔۔۔"وہ اندر ہی اندر جل کڑھ رہی تھی۔

☆☆☆☆☆

☆

"اب آ بھی جاؤ۔۔ تم اور تمہاری تیاری۔۔۔" وہ اسے لان میں آوازیں دے دے کر تقریباً تھک چکا تھا۔

"بس آگئی۔۔" اس نے سونے کے کنگن پہنے اور باہر آئی۔

آپ نے بھی عین وقت پہ بتایا کچھ سمجھ نہیں آرہی کہ کیا کروں؟؟" اس نے دوپٹہ سر پہ اوڑھا اور اسکے ساتھ گیٹ سے باہر آئی۔

"اب مجھے کیا پتہ تھا؟ وہ آج ہی انوائٹ کر دیں گے؟ ڈیڈ کے بہت اچھے دوست ہیں۔۔ میں انہیں انکار بھی تو نہیں کر سکتا تھا۔" وہ گاڑی میں بیٹھا اسٹیرنگ پہ ہاتھ رکھ کر بولا۔

"نہیں۔۔ایسی کوئی بات نہیں۔۔ مسئلہ تو یہ ہے کہ انکو میں نجانے کیسی لگوں؟؟" وہ اسکے برابر آکر بیٹھی اور پھر سوالیہ بولی۔

"میں اچھی تو لگ رہی ہوں؟؟ کچھ عجیب تو نہیں لگ رہا؟؟ کہیں انہیں میں۔۔۔"

" ریلیکس۔۔ریلیکس۔۔۔ مجھے اچھی لگتی ہو تم۔۔اور اس سے بڑھ کر کیا بات ہوگی۔۔" وہ رومانٹک انداز میں بولا۔

"آپ بہت اچھے ہیں۔۔" وہ اسکی بات پہ مسکرادی اور خود کی قسمت میں رشک

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کرنے لگی۔

”جانتا ہوں۔۔۔“ وہ شرارتی انداز میں بولا۔

”اچھا میں تمہیں۔۔انکل نواز کے متعلق بتا دوں۔۔ پاکستان، لاہور سے ہیں۔۔ڈیڈ کے بہت اچھے دوست ہیں۔۔دونوں یہاں اکٹھے ہی آئے تھے۔۔ڈیڈ نے ایم بی اے کیا اور یہاں اکاؤنٹینٹ لگ گئے اور انکل نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری مکمل کی تو یہاں بہت اچھے ہسپتال میں انکی جاب لگ گئی۔اور اب تو ماشاءاللہ سے انکا اپنا ہسپتال ہے یہاں۔۔“

اسکی باتیں سننے کے بعد وہ گہری سوچ میں محو ہوئی تو جہانگیر فوراً بولا۔

”کرسٹی آنٹی سے شادی کرنے کے بعد ان کے ڈیڈ نے اپنے ہسپتال کا انچارج انکل نواز خان کو سونپ دیا۔۔بس تب سے یہاں ہیں۔۔“

”امممم۔۔۔ کبھی پاکستان نہیں آئے وہ؟؟“ اس نے کچھ سوچتے ہوئے سوال کیا۔

”نہیں۔۔ پاکستان میں انکا شاید کوئی نہیں۔۔“ اس نے اسکے چہرے پہ بغور دیکھا اور پھر سامنے موجود راستے کی طرف دیکھنے لگا۔

”خیر۔۔مام اور ڈیڈ آتے جاتے رہیں گے۔۔بس کاروبار کے سلسلے میں، انہیں وہاں رہنا پڑ رہا ہے۔۔۔“

اسے ماحول میں سنجیدگی محسوس ہوئی تو ہنستے ہوئے بات بدلتے ہوئے بولا۔

"مام نے خاص طور پہ تاکید کی ہے کہ تمہارا خیال رکھوں۔۔ اور ڈیڈ نے کہا کہ نواز انکل کی طرف آتے جاتے رہنا۔۔ تم بور نہیں ہو گی۔۔۔"

اس نے گاڑی کو مزید ریس دی اور نواز خان کے گھر کے باہر گاڑی کو روکتے ہوئے اسکی طرف دیکھ کر مسکرایا۔ جواباً وہ بھی مسکرا دی۔

☆☆☆☆☆☆

شادی میں صرف کم دن ہی تھے۔ مہر تقریباً ہر حربہ آزما چکی تھی لیکن اسکا کوئی حربہ کام نہیں آرہا تھا۔ نعیم صاحب سے بات کرنے کا موقع ملا بھی تو اسکی ماں نے اسے بات کرنے نہ دی۔ اماں بی سے بات کرنا چاہی تو انہوں نے، اسکے سامنے شادی کی تاریخ کا اعلان کر دیا۔۔ تایا ندیم سے بات کرنے کا موقع ملا تو انہوں نے بھی اسکی بات مکمل طور پہ نہ سنی۔ جنت سے بھی وہ کسی قسم کی مدد مانگنے سے گریزاں تھی۔ شماز سے بات کرنے کا خیال جوں ہی اسے آیا تو اسکے دل نے اسکی مخالفت کر ڈالی۔ "وہ سگا بھائی ہے اسکا۔۔ وہ تمہارا ساتھ بھلا کہاں دے گا؟؟"

وہ خاصی الجھ چکی تھی۔ الجھن کی اس گتھی کو وہ کیسے سلجھائے وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

''اب صرف ایک ہی صورت ہے۔۔میرا مر جانا ہی اس مسئلے کا حل ہو گا۔۔۔'' وہ پودوں کو پانی دیتے ہوئے گہری سوچ میں محو تھی۔

وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ کوئی اسکا تعاقب بھی کر رہا ہے۔۔اماں بی کو اسکے رویے میں تبدیلی پچھلے کئی دنوں سے نظر آرہی تھی۔جب انہوں نے اسے سامنے شادی کی تاریخ کا اعلان کیا تو اسکے چہرے پہ خوشی کا کوئی آثار نہیں تھا۔اسی دن سے ہی وہ اسے لے کر گہری تشویش کا شکار تھی۔

"اس سب کا حل اگر میری موت سے وابستہ ہے تو۔۔"

ابھی اس نے یہ سوچا ہی تھا کہ اماں بی پکارے جانے پہ اسکا سانس رک سا گیا۔اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ گئے۔

"سنو لڑکی۔۔۔"ان کے پکارنے پہ وہ اپنی ہی سوچ سے سہم کر رہ گئی۔

● میرا کیا قصور؟

"سنو۔۔لڑکی۔۔ اس پودے پہ اتنا پانی کیوں انڈیل رہی ہو؟؟؟اسے اتنے پانی کی ضرورت نہیں؟؟ کن خیالوں میں ہو تم آج کل۔۔ میں کئی دنوں سے نوٹ کر رہی ہوں تمہیں۔۔ جب سے تمہارا رشتہ طے ہوا ہے۔۔تم اپنے حواسوں میں ہی نہیں ہو۔۔" انہوں نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

"جی۔۔۔" وہ اپنے خیالوں سے نکلی۔ابھی جو کچھ وہ سوچ رہی تھی، صرف سوچ ہی سکتی تھی۔اس نے پودے کو پانی دینا بند کیا اور سیدھی کھڑی ہو گئی۔

"کیا ہوا ہے تمہیں؟؟" ان کی مکرر آواز اس کے کانوں میں پڑی ہی تھی کہ وہ مزید بوکھلائی۔

"ک۔ک۔کچھ۔۔ بھی نہیں۔۔" اس کے ذہن میں ماضی کا منظر گردش کرنے لگا۔ اس نے اپنے کندھے تک آئے بالوں کو کانوں کی لو کے پیچھے کیا۔

"تم نے کون سا کہیں جانا ہے؟ شادی کے بعد بھی تو یہیں رہنا ہے۔۔تو پھر پریشانی کس بات کی ہے تمہیں؟؟"انہوں نے خوب غور سے اس پہ نگاہ ڈال کر پوچھا۔

"نہیں۔۔وہ پریذنٹیشن کا سوچ رہی تھی۔۔" اس نے تیزی سے جواب دے کر بات

بدلی۔

”وہ مجھے۔۔یونیورسٹی جانا تھا۔۔“

”ہاں۔۔تو جاؤ۔۔ بلکہ ایسا کرو۔۔تابینہ کو فون کیا ہے میں نے۔۔۔ تمہیں وہیں سے لے لے گی۔۔اس کے ساتھ بازار جا کر اپنی مرضی کے شادی کے جوڑے لے آنا۔۔“

ان کی بات پہ وہ خاموش ہو کر ہی رہ سکتی تھی۔

”تمہاری ماں اور تائی کے پاس لاکھوں اور کام بھی ہیں کرنے کے۔۔اور مجھ میں اب اتنی ہمت کہاں کہ بازار کے دھکے کھاتی پھروں۔۔ تابینہ آخر کب کام آئے گی۔اور کچھ بھی چاہیئے ہو تو بلا جھجھک لے آنا۔“ اب کے وہ ذرا پیار سے بولیں اور وہاں سے چلی گئیں۔

”جب لڑکا میری مرضی کا نہیں تو جوڑے اپنی مرضی کے لے کر کیا کروں گی۔۔“ وہ دانت پیستے ہوئے بے حد غصہ سے بولی۔

اسے اس وقت سب کی پیار بھری باتیں کسی زہر سے کم معلوم نہیں ہو رہی تھیں۔

☆☆☆

☆☆

نواز خان کی فیملی سے مل کر اسے بے حد اچھا لگا۔ لیکن اب اسے انتظار تھا تو نواز خان کا۔۔ کھانے کی میز پہ سبھی انکا انتظار کر رہے تھے جوں ہی نواز خان ہسپتال سے واپس لوٹے تو، وہ انہیں دیکھ کر ششدر رہ گئی۔

''کیا ہوا؟؟'' جہانگیر نے اسکے چہرے کی طرف بغور دیکھا۔

''یہ جولی کے ڈیڈ ہیں۔۔'' کرسٹی نے فوراََ تعارف کروایا۔

''جی۔۔'' وہ ذرا کنفیوز ہوئی۔

''چلو کھانا شروع کرو۔۔'' انہوں نے دونوں کو یکے بعد دیگرے کہا۔

''جولی اور دانش کہاں ہیں؟؟'' جہانگیر نے ان سے سوال کیا۔

''پاکستان گئے تھے اور اب ترکی۔۔۔ایک دو دن تک واپس آنے والے ہیں۔۔'' انہوں نے جگ سے پانی گلاس میں ڈالا اور نواز خان کے سامنے رکھا۔

جنت تو بس بنا آنکھیں جھپکائے انہی کی طرف دیکھتی گئی۔اسکے ذہن میں وہی منظر بار بار آرہا تھا۔جب وہ پارک میں اسے ملے تھے اور اسکے قریب آنا چاہ رہے تھے۔ لیکن وہ ان سے خوفزدہ ہو گئی تھی۔نواز خان

کا جی چاہا کہ وہ ابھی اور اسی وقت اسے اپنے گلے سے لگا لیں، لیکن وہ چاہ کر بھی ایسا نہ کر سکے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کچھ ہوا ہے کیا؟؟" اسکے چہرے کی بدحواسی کو وہ محسوس کر چکا تھا، تبھی اسکے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر بولا۔

"ن۔ نن۔۔ نہیں۔۔ کچھ نہیں۔۔" وہ ابھی تک نواز خان کو قدرے غور سے دیکھے جارہی تھی۔

"بیٹی۔۔ فیل اِٹ یور اون ہوم۔۔" آخر نواز خان نے تسلی آمیز لہجے میں اسے کہا تو وہ نیم انداز میں مسکرادی۔

ایک جانا پہچانا سا چہرہ اسے اس میں دِکھ رہا تھا مگر وہ اسکے چہرے کو اپنے کسی اپنے سے جوڑنے سے قاصر ہی رہی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"میری کسی کو پرواہ نہیں۔۔ کوئی سمجھتا ہی نہیں مجھے۔۔۔ کہ میں کیا چاہتی ہوں۔۔ زندہ رہوں گی تب کریں گے نا میری شادی۔۔۔" وہ مری مری سی حالت میں خود سے بولی۔

اس نے واٹرنگ کین سائیڈ پہ رکھی اور اپنے بکھرے بالوں کو سمیٹتے ہوئے اپنے کمرے میں آئی اور یونیورسٹی کے لیئے تیار ہونے لگی۔

ابھی اس نے کپڑے تبدیل ہی کیے تھے کہ اس کے کمرے کا دروازہ بجا۔

''جلدی کرو۔۔میں زیادہ دیر تمہاراانتظار نہیں کر سکتا۔۔''

وہ شیشے کے سامنے کھڑی بالوں کو کنگھی کررہی تھی۔اس کی آواز پہ اس کے ماتھے پہ شکنیں اور گہری ہوتی چلی گئیں۔اس نے بالوں کو کیچر لگایااوراپنی ضروری چیزیں اٹھا کر کمرے سے باہر آئی۔

''میں ڈرائیور کے ساتھ چلی جاؤں گی تمہیں زحمت کرنے کی ضرورت نہیں۔۔''وہ قدرے بے نیازی سے بولی اوراس کے پاس سے ذرا سائیڈ پہ ہوتے ہوئے سیڑھیاں اترنے لگی۔

''ٹھیک کہا تم نے زحمت۔۔زحمت ہی تو ہو تم۔۔۔لیکن مجھے کوئی شوق نہیں تمہیں لے کر گھومتا پھروں۔۔اماں بی نے اگر نہ کہا ہوتا تو۔۔"

"ورنہ میری بلا سے تم بھاڑ میں جاؤ۔۔آئی ڈیم کیئر۔۔۔'' اس کی بے نیازی پہ وہ بھی اکڑ کر بولا۔

''اب بڑا حکم ماننا یاد آرہا ہے تمہیں۔۔ ہمیشہ تو انکے حکم کی عدولی کرتے آئے ہو۔۔اب بھی صحیح۔۔کیا فرق پڑتا ہے تمہیں۔۔'' اس کے ایک ایک لفظ سے زہر ٹپک رہا تھا۔

''پڑتا ہے فرق۔۔انکی حکم عدولی کا ہی نتیجہ ہے کہ۔۔آج یہ حال ہے میرا۔۔''

وہ بے حد دکھ سے بولا۔اس کی حالت پہ مہر قہقہہ لگا کر ہنسی۔

''اب بھی حکم عدولی کرلو تو تمہارے لیئے زیادہ مناسب ہو گا۔۔''

وہ اسکی ذو معنی گفتگو اچھے سے سمجھ رہا تھا۔اس نے غصہ سے اسے دیکھا اور اسکے پاس سے ہو کر گزرا۔

''آجاؤ۔۔انتظار کر رہا ہوں۔۔''

اسکا اب کا لہجہ التجائیہ تھا جسے وہ نہ سمجھ سکی۔مگر پھر اسکے پیچھے پیچھے،اسکے ساتھ ہولی۔

اندر ہی اندر اسے اماں بی پہ بھی غصہ آرہا تھا جنہوں نے اسے،اسکے ساتھ بھیجنے کا حکم دیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

☆☆☆☆☆

☆

وہ کئی مہینوں بعد یونیورسٹی آئی تھی۔اسکے وہاں آنے کا مقصد خود کو گھر کے گھٹن زدہ ماحول سے دور کرنا تھا۔وہ کتاب اپنے سامنے رکھے لائبریری میں بیٹھی تھی۔بظاہر تو اسکی نگاہیں کتاب پہ تھیں۔مگر اسکی نظروں کے سامنے شاہ ویز کا دیا ہوا مشورہ گردش کر رہا تھا۔

"تم کہیں بھاگ کیوں نہیں جاتی؟؟"

اسکے اس مشورے نے اسکا دماغ ہلا کر رکھ دیا تھا۔

"کوئی مشکل بات تو نہیں کی میں نے۔۔۔"

شاہ ویز جو اسٹیرنگ پہ ہاتھ رکھے بیٹھا تھا، گاڑی کو یونیورسٹی کے قریب یکدم بریک لگاتے ہوئے بولا۔

وہ آگے کی طرف گرتے گرتے بچی۔

"تم جانتے ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟اور کس سے کہہ رہے ہو؟؟" اسکا جی چاہا کہ اسکا خون پی جائے۔

"ہاں۔۔جانتا ہوں۔۔ابھی تم میرے پلے بندھی نہیں ہو۔۔تو تمہاری ذمہ داری مجھے سونپ دی ہے انہوں نے۔۔نجانے بعد میں کیا ہوگا؟؟"

"اتنا احساس ہے ناتو۔۔تم کیوں نہیں چلے جاتے کہیں؟؟بولو؟؟" اس نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

"چلا جاتا۔۔۔ضرور چلا جاتا۔۔اگر میری ماں کی قسم مجھ سے نہ بندھی ہوتی۔۔۔" وہ مجبور، لاچار اور بے بس ہوتے ہوئے بولا تو مہر کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔

"دیکھو۔۔مہر۔۔بات صاف اور سیدھی ہے۔۔میں اپنی زندگی میں اسکی جگہ کسی اور کو

نہیں دے سکتا۔۔مانا کہ میں نے کل بہت بد تمیزی کی ہے تم سے۔۔ لیکن میرا مقصد تم سے یا کسی اور سے بدلہ لینا ہر گز نہیں ہے۔۔خدا کے لیئے میری بات کو سمجھو۔۔اور چلی جاؤ یہاں سے۔۔کچھ دنوں کی ہی تو بات ہے۔۔"

وہ بڑے پیار سے اس سے التجا کر رہا تھا مگر اسکا حال اسکے بر عکس ہی تھا۔

"شاہ ویز۔۔۔کسی کا تو ساتھ دے جاؤ۔۔جنت کے لیئے بھی تم نے سٹیپ نہیں لیا۔۔یہی کہتے رہے کہ اسے محبت ہو گی تو گھر والوں کو بتاؤ گے۔۔تو دیکھو اسے محبت ہو گئی۔۔ لیکن تم سے نہیں کسی اور سے۔۔اور تم نے کیا کیا؟؟ صرف کوشش؟؟ اور وہ بھی ایسی کوشش۔۔ جس میں صرف خسارہ ہی خسارہ تھا۔۔" مہر کی آنکھوں سے آنسوؤں بارش کی صورت بہہ رہے تھے۔

"آج تم انکی قسم نبھا رہے ہو۔۔ لیکن کل کو اسی قسم کا تمہیں کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔۔تو بہتر ہے نا کہ تم ابھی سے۔۔۔" وہ اسے سمجھاتے سمجھاتے عاجز آچکی تھی۔

"دیکھو۔۔ہم دونوں گھر والوں سے بات کرتے ہیں۔۔کہ جو وہ سوچ رہے ہیں ویسا کچھ بھی نہیں ہے ہم دونوں میں۔۔" آخر کچھ سوچتے ہوئے وہ تفہیمی انداز میں بولی تھی۔

شاہ ویز نے خاموشی سے اسکی بات کو سنا اور کچھ دیر سوچنے کے بعد بولا۔

"فیصلہ تمہارا۔۔ کل فیصل آباد کی ٹکٹس لے آؤں گا۔۔ جانا چاہو تو۔۔ کل تیار رہنا۔۔ میں اس سے زیادہ اور کوئی مدد نہیں کر سکتا تمہاری۔۔"

"میری مدد؟؟ یا اپنی؟؟ کم از کم اس چیز کا ہی لحاظ کر لو کہ میں تمہاری کزن ہوں۔۔" اسکی آنکھوں سے غصہ صاف عیاں ہو رہا تھا۔

"اسی چیز کا ہی تو لحاظ ہے۔۔ کیونکہ تم شاید نہیں جانتی کہ بعد میں۔۔۔" وہ ادھوری بات کرتے ہوئے، گاڑی سے باہر آنکلا۔

وہ بھی اسکے پیچھے باہر کو آئی۔

"کیا بعد میں؟؟ بات پوری کرو اپنی۔۔"

وہ اس سے پیٹھ پھیر کر کھڑا تھا۔

"دیکھو۔۔ تم بہت اچھی ہو۔۔ لیکن ہم دونوں ایک دوسرے کے لیئے نہیں بنے۔۔ میں لاکھ برا سہی مگر تمہارے ساتھ کچھ بھی برا کرنے کا ارادہ نہیں ہے میرا۔۔ فیصل آباد والے گھر میں تم جب تک چاہے، سکون سے رہنا۔۔ میں یہاں کسی کو علم تک نہیں ہونے دوں گا کہ تم۔۔"

اس سے پہلے وہ بات پوری کرتا۔۔ مہر نے خود کو بمشکل ہی ضبط کیا اور اس کے پاس سے

آناَ فاناَ غائب ہوگئی تھی۔

پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ اسکی باتوں کے حصار میں تھی۔

"مرنا آسان ہے یا گھر سے بھاگ جانا؟؟" اس کا ضمیر اس سے بار بار یہی سوال کر رہا تھا۔

دوسری طرف اسکے موبائل پہ بار بار رِنگ ہو رہی تھی، موبائل سائلنٹ موڈ پہ ہونے کی وجہ سے وہ بے خبر تھی۔ آخر اسکا دھیان موبائل پہ گیا، جس کی اسکرین بار بار روشن ہو رہی تھی۔

تابینہ یونیورسٹی کے باہر کھڑی، راحت کے ساتھ گاڑی میں موجود اسکا انتظار کر رہی تھی۔

اس نے فوراََ موبائل اور بیگ اٹھایا اور وہاں سے نکلی۔

"کہاں رہ گئی تھی؟؟ کب سے کال کر رہے ہیں تمہیں۔۔" اسکے گاڑی میں بیٹھتے ہی تابینہ نے سوال کیا۔ وہ گاڑی کی پچھلی نشست پہ بیٹھی تھی۔ "کہیں نہیں۔۔" لیکن اس نے بے دلی سے جواب دیا۔

راحت نے تابینہ کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا اور پھر گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

"کیا ہوا؟؟ طبعیت ٹھیک ہے؟؟" تابینہ نے پیچھے مڑ کر پریشانی سے دریافت کیا۔

''نہیں۔۔ پوپھو۔۔ سر میں شدید درد ہے۔۔'' اس کی سرخ آنکھوں سے اسکے اندر کا حال واضح ہو رہا تھا۔ لیکن وہ اسے کچھ بھی کہنے سے قاصر تھی، اگر راحت سامنے نہ ہوتا تو وہ ضرور اس کے گلے لگ کے روتی۔

☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

اسکے چہرے کی پریشانی کو واضح محسوس کرتے ہوئے وہ مارکیٹ سے واپسی پہ اسے اپنے گھر لے گئی تھی۔

''جب سے سجیل یہاں سے گیا ہے۔۔ گھر ہی خالی خالی سا ہو گیا ہے۔۔'' تابینہ نے چائے کا مگ اسے دیا اور اسکے برابر میں بیٹھ گئی۔

''پوپھو۔۔ سب انتظار کر رہے ہونگے میرا۔۔ راحت بھائی سے کہیں نا۔۔ کہ مجھے چھوڑ آئیں۔۔''

''بے فکر رہو۔ بھابھی کو بتا دیا ہے کہ تم یہیں ہو۔۔۔ میں اور وہ دونوں تمہیں چھوڑ کر آئیں گے۔۔'' انہوں نے چائے کا ایک گھونٹ بھرا۔

انکا پورا دھیان اسکے اترے ہوئے چہرے پہ تھا۔

"پریشان ہو؟؟"

"ن۔نن۔۔نہیں تو۔۔پریشانی کیسی؟؟؟" وہ زبردستی مسکرائی۔

"میں کب سے نوٹ کر رہی ہوں۔۔تم کچھ پریشان سی ہو۔۔ کوئی مسئلہ ہے تو، تم مجھے بتا سکتی ہو۔۔ شیئر کرو مجھ سے۔۔" اس نے انکی طرف دیکھا اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"پوپھو۔۔میں مرنا چاہتی ہوں۔۔مجھے نہیں جینا پوپھو۔۔۔ کیا یہ بھی کوئی زندگی ہوئی؟ جس کا فیصلہ میرے اختیار میں نہیں؟؟" اسکی آواز بھرا گئی۔

اسکی حالت کو دیکھ کر تابینہ گھبرا کر رہ گئی۔

"سنبھالو خود کو مہر۔۔۔کیا ہوا ہے؟؟ سب ٹھیک تو ہے؟؟ کیا تم اس شادی سے خوش نہیں؟؟"

"پوپھو۔۔ ہم دونوں ایک دوسرے کو پسند نہیں کرتے۔۔ لیکن گھر والے ہیں کہ۔۔۔" وہ پھر سے رو دی۔

"پوپھو۔۔آپ بات کریں نا پلیز۔۔۔ میں نے بہت کوشش کی۔۔ لیکن میری کوئی سنتا ہی نہیں۔۔ امی سب جانتی ہیں۔۔ لیکن وہ بھی۔۔"

روتے روتے اسکی ہچکی بندھ سی گئی۔ لیکن اسکی آخری بات پہ تابینہ کا دل بھر آیا۔

"بھابھی نے کچھ نہیں کیا؟؟"

"کیا نا؟؟ مجھے چپ کروادیا۔۔اور بس۔۔۔"

تابینہ نے اسکے اداس چہرے کی طرف مایوسی سے دیکھا اور پھر سوالیہ انداز میں بولی۔

"جنت سے بات ہوئی تمہاری؟؟"

"ہاں۔۔ کافی دن ہوئے۔۔اسے بتایا ہے سب لیکن وہ بھی آخر کیا کر سکتی ہے میرے لیئے؟؟" وہ مزید رونے لگی۔

تابینہ نے اسے اپنے ساتھ لگایا اور اسکو دلاسا دینے لگی۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔میری بچی۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔

*****

"تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں آخر کہ میری بیٹی کی تمہارے بیٹے سے شادی ہو گئی ہے؟؟" انہوں نے انکی خوب کلاس لی۔

"پر سکون ہو جاؤ۔۔ میں نے سوچا وہاں آکر تمہیں سرپرائز دوں گا۔۔" ہارون صاحب نے جان خلاصی کرتے ہوئے کہا۔

"سرپرائز۔۔لالے۔۔ تمہارا سرپرائز کا دورانیہ اتنا لمبا ہوتا ہے؟؟ کتنے عرصے سے وہ یہاں ہے۔۔اور تم نے مجھے بتانا مناسب نہیں سمجھا۔۔وہ تو آج میں نے انہیں دیکھ لیا

نہیں تو تم نے۔۔۔"

"اچھا بس بس۔۔لالے کی جان۔۔۔ بس کرو۔۔ آج ہی بھیجتا ہوں تمہاری طرف کھانے پہ۔۔دیکھ لینا اسے بہت قریب سے۔۔اور ہو سکے تو اسے بتا بھی دینا کہ وہ تمہاری بیٹی ہے۔۔" ہارون صاحب کے مشورے پہ وہ گہری سوچ میں محو ہو کر رہ گئے۔

جہانگیر اور جنت کے جانے کے بعد وہ اپنی اور ہارون کے مابین ہونے والی گفتگو کو سوچنے میں محو ہوئے۔انکی سوچ کا حصار ہارون صاحب کی کال پہ ٹوٹا۔

انہوں نے فون اٹھایا تو دوسری طرف سے ہارون صاحب حسبِ معمول بلا تکلف بولے۔

"لالے کی جان۔۔ کدھر غائب ہے؟؟ "بیٹی کیا ملی؟دوست کو بھول گئے؟؟؟"

"نہیں۔۔ہارون تم سوچ نہیں سکتے کہ تم نے مجھے آج کتنی بڑی خوشی دی۔۔۔سچ میں۔۔ میری بیٹی۔۔آج اسے اپنے سامنے دیکھا تو دل کو سکون سا مل گیا۔۔" نواز خان فون پہ اپنے دل کا حال اس سے کہہ رہے تھے۔

"نواز لالے! میرے یار! تجھ پہ میری جان بھی قربان۔۔"

"تم نے سچ میں دوستی کا حق ادا کر دیا۔۔" نواز صاحب کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ

ممکن ہوتا تو وہ فون پہ ہی انکے پاؤں پکڑ کر شکر بجالاتے۔

"بتایا اسے کہ تم اس کے باپ ہو؟؟؟" ہارون صاحب کے سوال پہ وہ خاموش ہو کر رہ گئے۔

انہوں نے مکرر سوال کیا تو وہ بولے۔

"میں کیسے اسے بتاؤں؟؟ کس منہ سے اسے بتاؤں کہ میں اسکا باپ ہوں؟ جب کہ میں نے تو کبھی اسکی خبر تک ہی نہیں لی۔۔" وہ آبدیدہ ہوئے۔

"لالے کی جان۔۔ خود کو کیوں اذیت میں ڈال رہے ہو؟؟ مت بھولو کہ میرے بتانے سے پہلے تک، تو تم جانتے ہی نہیں تھے کہ تمہاری بیٹی زندہ ہے۔۔ تو پھر خود کو کیوں تم قصور وار گردان رہے ہو؟؟" انہوں نے بڑے پیار سے نواز خان کو سمجھایا۔

"ہارون۔۔ مجھ سے بڑا بد نصیب نہیں کوئی۔۔ مجھے چاہیئے تھا کہ۔۔ ایک دفعہ تو۔۔ کم از کم ایک دفعہ تو اسکے ننھیال والوں سے بات کرتا۔ لیکن انہوں نے بھی تو مجھے کچھ نہیں بتایا۔۔" وہ ماضی کی غلطیوں کو کسی صورت بھی بھلا نہیں پا رہا تھا۔

"لالے کی جان۔۔ وہ آتو گئی ہے نا تمہارے پاس۔۔ اور میں نے بھی تو تم سے اپنا کیا ہوا وعدہ پورا کیا ہے۔۔ وہ اب یہاں ہے۔۔ جب چاہے۔۔ اس سے ملو۔۔" ہارون صاحب نے انکی دلجوئی کی۔

''امم م۔۔ جہانگیر کو پتہ ہے سب؟؟'' نواز صاحب کے دل میں بات آئی تو انہوں نے پوچھنے میں ذرا سی بھی دیر نہ کی۔

''نہیں۔۔ فی الحال تو نہیں۔۔اسے بتانے کا موقع ہی نہیں ملا۔۔جنت ماشاءاللہ سے ہے ہی اتنی پیاری کہ تمہارا تعارف کروانا ضروری ہی نہیں لگا کہ وہ تمہاری بیٹی ہے۔۔ ہاہا۔۔'' انہوں نے بات کا رخ بدلا اور قہقہہ لگا کر ہنس دیئے۔

انکی بات سن کر نواز خان بھی مسکرا دیئے۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ کافی دیر سے اسے کال کیے جا رہا تھا مگر وہ تھی کہ دنیا و مافیہا سے بے خبر بالکنی میں ٹہل رہی تھی۔ وہ ابھی تک اسکی طرف سے دیئے جانے والے مشورے کے زیرِ اثر تھی۔

''کیا مجھے اسکی بات مان لینی چاہیئے؟؟ کیا گھر سے جانا ٹھیک رہے گا؟؟ کیا کروں؟؟
'' وہ حد درجہ الجھ چکی تھی۔

بیسوں دفعہ کال کرنے کے باوجود بھی اسکی طرف سے فون ریسیو نہیں کیا گیا تھا۔ وہ لان میں آیا اور اسکے کمرے کے سامنے کھڑا ہوا۔ بالکنی میں اسے وہ ٹہلتی ہوئی دکھائی دی۔ اس نے اسے دیکھتے ہی اسکی جانب ہاتھ لہرایا تو وہ اسکی جانب متوجہ ہوئی۔

"کال؟؟" اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے فون اٹھانے کے لیئے کہا۔

وہ فوراََ کمرے میں آئی اور فون اٹھایا۔

"تم جو چاہتے ہو، میں ویسا نہیں کر سکتی۔۔" اس نے فون اٹھاتے ہی اسے اپنا فیصلہ سنایا۔

"خدا کے لیئے۔۔ مہر۔۔" وہ مجبور ہو کر بولا۔

"کتنے خود غرض ہو تم۔۔ اپنے گھر کی عزت کو بھاگ جانے پہ اکسا رہے ہو؟ بجائے اسکے کہ سب گھر والوں کے سامنے ڈٹ کر کھڑے ہو جاؤ۔۔۔" اسکا جی چاہا کہ وہ اسکا خون پی جائے۔

"تمہارے ساتھ ہوں نا۔۔ لیکن اس وقت میں اس پوزیشن میں نہیں کہ۔۔۔"

"شٹ اپ۔۔" اس نے فون بند کیا اور موبائل کو بیڈ پہ زور سے پٹخا۔

"حد ہوتی ہے۔۔" وہ اسکی بات سن کر سلگ کر رہ گئی تھی۔

"دیکھو مہر۔۔ میری بات کو سمجھو۔۔ میں تمہارا برا نہیں چاہتا۔۔ تو سوچو۔ میں کیسے تمہارے ساتھ برا کر سکتا ہوں؟؟ کل مہندی ہے اور پرسوں بارات۔۔ ہمارے پاس سوچنے کے لیئے زیادہ وقت نہیں ہے۔۔ مجھے میری امی کی قسم۔۔ تمہاری عزت پہ حرف آنے سے پہلے میں اپنی جان دے دوں گا۔۔ ٹرسٹ می۔۔" اس نے فوراََ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایک تفصیلی میسج ٹائپ کیا اور اسے بھیج دیا۔

شش و پنج کی گرہ مضبوط سے مضبوط ہوتی گئی اور اسکے لیئے فیصلہ لینا انتہائی مشکل ہو گیا تھا۔ مگر اگلے ہی لمحے اسکے اندر کے انسان نے اسے جنجھوڑا۔

"جب وہ ساتھ ہے تو ڈر کس بات کا ہے تمہیں؟؟ تمہارے پاس سوچنے کے لیئے زیادہ وقت ہے ہی نہیں مہر۔۔ تو سوچ کیا رہی ہو؟ کیا شادی کر لو گی اس سے؟؟ کیا کر لو گی اس کے ساتھ گزارا؟؟"

وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

"کل کو پچھتانے سے بہتر ہے میں اسکی بات ہی مان لوں۔۔" مگر اگلے ہی لمحے اس نے خود کو ہمت دی اور پوری طاقت سے اپنی جگہ سے ہلی۔

"میں آ رہی ہوں۔۔" اس نے اسے مختصر سا میسج بھیجا اور اپنے بیگ میں چیزیں رکھنے لگی۔

میسج دیکھتے ہی اسکے چہرے پہ خوشی اور اطمینان کی لہر دوڑی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اس نے اتنا بڑا قدم اٹھا تو لیا تھا لیکن اسکے نتائج سے شاید واقف نہ تھی۔ شاہ ویز نے

اسے فیصل آباد چھوڑا اور اسے سمجھا بجھا کر واپس آ گیا۔ اسے فیصل آباد آئے تقریباً دو دن سے زائد ہو چکے تھے لیکن شاہ ویز نے اسے ایک بار بھی کال نہ کی۔ جو کال بھی کی، اسی نے ہی کی۔ موبائل فون آن تو رکھ سکتی نہیں تھی، اس لیئے پی ٹی سی ایل سے ہی اسے فون کر کے گھر میں موجود صورتحال کو جاننے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔

موبائل رِنگ کیا تو وہ فوراً سے موبائل کی جانب بھاگا۔ سامعیہ نے اسکے اندر کی بے چینی کو محسوس کیا تو اسے سر تا پا دیکھا۔

"دیکھو۔۔۔ میں نے تمہیں پہلے بھی کہا ہے۔۔ مجھے فون نہ کرو۔۔ میں شام میں تمہیں خود کال کروں گا۔۔" اس نے پہلی بیل پہ ہی فون اٹھایا اور نیم آواز میں بولا۔

اس سے پہلے وہ استفسار کرتی، وہ فون رکھ چکا تھا۔

سامعیہ چائے لیے اسکے کمرے میں آئی۔ اسکی فون پہ ہونے والی گفتگو وہ سن چکی تھی۔

"کون ہے فون پہ؟؟ کس سے بات کر رہے تھے؟؟" سامعیہ نے اسے شکی مگر سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"ایک دوست ہے۔۔ ایسے ہی تنگ کر رہا ہے۔۔" اس نے چائے کا مگ انکے ہاتھ سے پکڑتے ہوئے بات کو گھمانا چاہا مگر سامعیہ کی نگاہیں اس پر سے کسی صورت ہٹ نہیں رہی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"امی۔۔اب کیا ہو گیا ہے آپ کو؟؟؟ آپ تو ایسے گھور رہی ہیں جیسے کسی کا قتل کر دیا ہو میں نے۔۔۔" وہ زچ ہو کر بولا۔

"کیا تم جانتے ہو کہ وہ کہاں ہے؟؟" ان کے سوال پہ وہ بوکھلا سا گیا۔اس سے پہلے وہ کچھ بول پاتا انہوں نے مکرر سوال کیا۔

"یا تم ہی اس سب کے پیچھے۔۔"

اس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کر پاتیں وہ جھٹ سے بولا۔

"امی۔۔کیا ہو گیا ہے آپکو؟؟ میں کیوں کرنے لگا یہ سب؟؟؟" وہ ذرا رک رک کر بولا۔

وہ کوئی ایک منٹ تو اسکے چہرے کی جانب دیکھتی رہیں۔اور پھر معنی خیز انداز سے بولیں۔

"شاہ ویز۔۔اگر مجھے کہیں سے بھی یہ پتہ چلا کہ اس سب کے پیچھے تم ہو تو۔۔۔"

"امی۔۔۔نہیں ہے ایسا۔۔۔" وہ زور دے کر بولا۔

"تمہارے تیور اچھے سے سمجھتی ہوں۔۔ ماں ہوں تمہاری۔۔ سمجھتی ہوں جب جب تم جھوٹ بولتے ہو تو بمشکل ہی مجھ سے آنکھ ملا پاتے ہو۔۔ اور ویسے بھی ہمارے گھر کی بیٹیاں اتنی بے باک نہیں ہوئیں کہ اتنا بڑا قدم اٹھائیں۔۔"

"امی۔۔ مجھ پہ کبھی یقین کیا ہے آپ نے؟؟؟" وہ ذرا بد تمیزی سے بولا۔

"ادب، لحاظ بھول چکے ہو تم؟؟؟ یہ کیا طریقہ ہے ماں سے بات کرنے کا؟؟" ندیم صاحب کمرے میں داخل ہوئے۔

"ابا۔۔" وہ زیرِ لب بولا اور تھوڑا سا گھبرایا بھی۔

اسکے لب پوری طرح سے کپکپا رہے تھے کیونکہ اسکا فون پھر سے رِنگ کرنے لگا تھا۔اس نے چائے کا مگ میز پہ رکھا اور فون کو بند کر کے دوبارہ پینٹ کی جیب میں ڈالا۔

"مانا کہ تمہارے ساتھ اچھا نہیں ہوا۔۔ لیکن بہت جلد ہم اسے ڈھونڈ نکالیں گے۔۔ میں نے رپورٹ درج کروادی ہے پولیس اسٹیشن میں۔۔" وہ ذرا مایوسی سے بولے۔

"پولیس اسٹیشن۔۔۔" اسکے ماتھے پہ اب کے پسینہ واضح طور پہ بہنے لگا تھا جسے سامعیہ نے خوب غور سے دیکھا۔

"ہاں۔۔۔ نعیم الگ پریشان ہے۔۔کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔ وہ ہم سے کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن ہم میں سے کسی نے اسکی کوئی بات نہیں سنی۔۔۔ ہو سکتا ہے وہ کسی مصیبت میں ہو۔۔" وہ رونے والے انداز میں بولے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیونکہ دل مانتا ہی نہیں کہ ہماری مہر اتنا بڑا قدم اٹھا سکتی ہے۔۔ "

انکے الفاظ سن کر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"ابا۔۔ وہ آجائے گی۔۔ آپ نے پولیس اسٹیشن میں خوامخواہ۔۔۔ میرا مطلب ہے۔۔ اس سب کی کیا ضرورت تھی؟؟ وہ آجائے گی۔۔" وہ تھوک نگلتے ہوئے بمشکل ہی بول پایا تھا۔

"تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو کہ آجائے گی؟؟؟" سامعیہ کے سوال پہ اس نے انہیں خوب گھورا۔

سوال بھلے ہی سامعیہ نے کیا تھا لیکن جواب کے منتظر ندیم صاحب تھے۔

"ظاہر ہے۔۔ جب گئی خود ہے تو خود ہی آجائے گی؟؟ ایک تو آپ سب۔۔ شادی میری ٹوٹی ہے اور مجھ ہی پہ شک۔۔۔" وہ غصہ سے بولا اور اپنے پیروں کو پٹختے ہوئے وہاں سے باہر نکل آیا۔

"اسے کیا ہوا ہے؟؟؟" ندیم صاحب اسکے ردِ عمل پہ حیران رہ گئے۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے اسکا۔۔ اور کچھ نہیں۔۔" وہ زیرِ لب بولیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ کمرے سے باہر آیا۔لان میں آتے ہی اس نے پینٹ کی جیب سے فون نکالا اور اسے فون کیا۔

”کیا ہو گیا ہے تمہیں؟؟؟ بولا تو ہے کہ شام میں فون کروں گا۔۔“ وہ سخت برہم مزاجی سے بولا۔

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔
(کیلئے لکھاریوں کی New Era Magazine ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین) ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

Neramag@gmail.com)(

انشاالله آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

•

میری راہیں تنہا تنہا

"شاہ ویز۔۔۔ یہ تم کس انداز میں بات کر رہے ہو؟؟ کیا ہوا ہے؟؟؟" اسکی آواز حلق میں ہی دب کر رہ گئی تھی۔

"پولیس اسٹیشن میں رپورٹ درج کروادی ہے ان لوگوں نے۔۔" وہ زہر آلود لہجے میں بولا۔

"پولیس۔۔۔" اسکی آواز کانپنے لگی۔

"ہاں۔۔پولیس۔۔ برائے مہربانی۔۔اپنا نمبر آن کرنے کی غلطی نہ کرنا۔۔پلیز۔۔ پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہے ہیں یہ تمہیں۔۔کیونکہ انہیں ایسا لگتا ہے کہ تمہیں کسی نے کڈنیپ کیا ہے۔۔ اور ابا نے تو کہا کہ ۔۔وہ ہم سے کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن ہم میں سے کسی نے اسکی کوئی بات نہیں سنی۔۔۔ ہو سکتا ہے وہ کسی مصیبت میں ہو۔۔"

اسکی بات سن کر اسکی آنکھوں میں آئے آنسو ٹپ ٹپ اسکی آنکھوں سے بہنے لگے۔

"اور پاپا؟؟؟" وہ سسکتے ہوئے بولی۔

"انہیں تو چپ سی لگ گئی ہے۔۔۔" وہ تھوڑا نارمل ہوا۔

''شاہ ویز۔۔ اب کیا کریں؟؟ پلیز تم آ جاؤ یہاں۔۔ تم نے تو کہا تھا کہ ایسا ویسا کچھ بھی نہیں ہو گا۔۔تو اب یہ۔۔۔'' وہ کمزور پڑ چکی تھی۔

''میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ آ سکوں۔۔میں سب سنبھالتا ہوں یہاں۔۔تم پلیز۔۔۔خود کو ریلیکس رکھو۔۔ جب تک میں فون نہ کروں۔۔مجھے فون نہ کرنا پلیز۔۔۔'' اس نے التجائیہ انداز میں کہا اور فون رکھ دیا۔

اسکی طرف سے بتائی جانے والی ہر بات اسکے ذہن میں گھوم رہی تھی۔اس نے پہلے سوچا کہ وہ تابینہ کو کال کرے لیکن چاہ کر بھی نہ کر سکی۔ آخر اسکے ذہن میں جنت کا نام آیا۔

ویسے بھی جنت سے بات کیے اسے کافی دن ہو گئے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پچھلے کئی دنوں سے اسکی اس سے بات نہیں ہوئی تھی۔جب جب اسکے نمبر پہ کال کرتی، نمبر بند ہی آتا۔ اسکے لیئے یہ بات کافی تشویشناک تھی۔اس سے بات کیے بناء اسکا دن نہیں گزرتا تھا۔ہر شام وہ اپنے پورے گزارے ہوئے دن کا حال اس سے کہتی

تھی۔ لیکن اب وہ کہاں تھی؟ کس حال میں تھی؟ اسے کچھ معلوم نہ تھا۔ گھر کے نمبر پہ کال کرتی تو سب کو معلوم ہو جاتا کہ وہ ابھی بھی مہر کے ساتھ رابطے میں ہے۔

چار و ناچار اسے تابینہ کو کال کرنا ہی پڑی، جہاں سے اسے معلوم پڑا کہ وہ گھر سے بھاگ چکی ہے۔ "مہر گھر سے بھاگ سکتی ہے؟؟" یہ بات ہضم کرنا اسکے لیئے ناممکن سا تھا۔ "وہ کس کے ساتھ بھاگی ہے؟" یہ سوال اسے کسی صورت سکون نہیں لینے دے رہا تھا۔ آخری مرتبہ جب اسکی اس سے بات ہوئی تھی، تب وہ شاہ ویز کے ساتھ اپنی شادی کی بات کو لے کر کافی پریشان تھی۔

علی الصبح نماز کی ادائیگی کے بعد وہ جہانگیر کے لیئے کافی بنانے کچن میں گئی تو اسکے موبائل پہ رِنگ ہوئی۔ موبائل بار بار بجا تو جہانگیر نے اسکا فون اٹھایا اور کچن میں لے گیا۔

"پاکستان سے کسی کی کال ہے تمہارے لیئے۔۔" اس نے موبائل اسے پکڑایا۔

"پاکستان سے؟؟" وہ زیرِلب بولی۔

اس نے فون اٹھایا تو دوسری طرف اسکی آواز سن کر وہ ششدر رہ گئی۔

''مہر۔۔'' وہ سکتے میں آگئی۔

جہانگیر نے اسے اشارۃََ وہاں سے جانے کے لیئے کہا۔کیونکہ وہ جانتا تھا کہ پچھلے کئی دنوں سے جنت مہر کو لے کر پریشان ہے۔

وہ اسکے سامنے سے اوجھل ہوئی تو وہ کافی بنانے میں مصروف ہوا۔

''کہاں تھی تم؟؟ جانتی ہو کتنی کالز کیں میں نے تمہیں۔۔۔'' اس نے بے حد پریشانی سے استفسار کیا۔

''جنت۔۔'' وہ نمی والے انداز میں بولی۔

''جو سب کہہ رہے ہیں۔۔کیا واقعی سب سچ ہے؟؟'' اس نے بلاتاخیر سوال کیا تو دوسری طرف سے گہری خاموشی تھی۔

''کس کے ساتھ؟؟؟'' اس نے استفہامیہ انداز میں پوچھا۔

''شاہ ویز۔۔'' اس نے ایک لفظ میں جواب دیا۔

''مہر یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟؟ ہوش میں تو ہو؟؟؟'' اس نے ابھی ایک منٹ پہلے جو اسے بتایا تھا،وہ سن کر جنت کا دماغ سٹپٹا سا گیا۔

"اسکے علاوہ اور کوئی آپشن بھی تو نہیں تھا۔۔" وہ بے انتہا لاچاری اور کمزوری سے بولی۔

"واہ۔۔ صدقے جاؤں تمہارے۔۔اسکے ساتھ نہیں رہ سکتی۔۔ لیکن اسکے ساتھ بھاگ سکتی ہو۔۔ حد ہے مہر۔۔" جنت کا جی چاہا کہ وہ فون میں ہی ایک گھونسا اسکے منہ پہ مار دے۔

"جنت۔۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی کیا کروں؟؟ وہ بتا رہا تھا کہ تایا ابا اور ابا مجھے پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہے ہیں۔۔" اسکی آواز لرز رہی تھی اور آنکھوں سے بارش کی صورت آنسو بہنے لگے تھے۔

"جینی۔۔ پلیز۔۔" اسکی آواز حلق میں ہی دب کر رہ گئی۔

میلوں دور فاصلے پہ بھی وہ اسکی سسکیوں کو محسوس کر سکتی تھی۔

"مہر۔۔ تم دونوں نے بہت غلط قدم اٹھایا ہے۔۔"

"تبھی تو نکلنا چاہتی تھی ان لوگوں سے۔۔" وہ رو رو کر بے حال ہو چکی تھی۔

"بے وقوفی کی ہے تم نے۔۔ چاہے جیسا بھی تھا۔۔ وہ لوگ تمہارے اپنے تھے۔۔"

''میں نہیں مانتی ان لوگوں کو اپنا، اپنا۔۔ نہیں مانتی۔۔ میں نے ہر ایک سے بات کرنے کی کوشش کی۔۔ سب کو بتانا چاہا لیکن کسی نے میری ایک نہ سنی۔۔ وہ کیا سمجھتے ہیں کہ میرے ساتھ بھی تمہارے جیسا سلوک کریں گے؟؟ اور شاہ ویز نے تو میرا ساتھ دیا ہے۔۔'' وہ چیخ چیخ کر بولی تو جنت کو اس پہ اور غصہ آیا۔

''بس کرو۔۔ اپنی بے وقوفی کو زیادہ جسٹی فائی کرنے کی ضرورت نہیں۔۔ یہ ساتھ دینا کوئی ساتھ دینا نہیں ہوتا۔۔ اسکے ساتھ بھاگ کر فیصل آباد آنے سے بہتر تھا کہ تم اس سے شادی کر لیتی۔۔''

مہر سسکیاں بھرتے ہوئے رہ گئی۔ اس نے بمشکل ہی اپنا سانس بحال کیا۔ اسکی سسکیوں کی آواز اس تک صاف پہنچ رہی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆

''پھر سے وہی سب دہرایا جا رہا ہے۔۔ پھر سے زیتون ہاؤس میں عزت کی دھجیاں بکھریں گی۔۔ پھر سے۔۔'' وہ اپنی لاٹھی کا سہارا لیتے ہوئے اپنے کمرے میں ٹہل رہی تھیں۔

"کیا منہ دکھاؤ گی زیتون بیگم سب کو؟؟ جنت کو تو بغاوت سے روک لیا، لیکن مہر۔۔اس نے تو تمہیں کانوں کان خبر تک نہ ہونے دی۔۔اگر وہ نہ ملی تو کیا منہ دکھاؤ گی سب کو؟؟ کیا؟؟" ان کا اپنا ضمیر ان سے باز پرس کر رہا تھا۔عزت کی دھجیاں بکھرنے کے خوف سے ان کے ماتھے سے پسینہ بہنے لگا، جسے وہ بار بار اپنے ہاتھوں سے صاف کر رہی تھیں۔

لاٹھی جیسے مضبوط سہارے کی گرفت انکے ہاتھ سے کمزور ہوتی گئی اور وہ کرسی پہ آکر ڈھے گئیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

☆☆

☆☆☆☆☆☆

"جنت۔۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی کیا کروں؟؟ وہ بتا رہا تھا کہ تایا ابا اور ابا مجھے پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہے ہیں۔۔"

مہر سے گزشتہ روز ہوئی بات نے اسے الجھا کر رکھ دیا تھا۔ اسکا سر درد سے پھٹا جارہا تھا۔نہ تو وہ جہانگیر سے ٹھیک سے بات کر رہی تھی اور نہ ہی اس نے فون پہ کسی سے بات کی تھی۔

وہ کافی دیر اسکے پاس بیٹھا رہا لیکن اس نے اس سے کسی قسم کی کوئی بات نہ کی۔ اسے ایسا گمان ہوا کہ اسے یہ احساس ہی نہیں کہ اسکے علاوہ اسکے بیڈروم میں جہانگیر بھی موجود ہے۔

"پاکستان میں کچھ ہوا ہے؟؟" آخر اس نے اس سے سوال کیا۔

"ن۔۔ نن۔۔ نہیں۔۔ کچھ نہیں۔۔۔" وہ اپنے خیالوں سے نکلی اور اپنی آنکھوں کو ملتے ہوئے بولی۔

"تم چاہو تو مجھ سے شئیر کر سکتی ہو۔۔" وہ اسکے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر بولا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے خاموشی سے اسکے چہرے کی طرف نگاہ ڈالی تو وہ مزید بولا۔

"جانِ جانو۔۔۔ مجھ سے نہیں کہو گی تو کس سے کہو گی؟؟ ہو سکتا ہے میں تمہاری ہیلپ کر سکوں۔۔"

"وہ۔۔ مہر۔۔ وہ اصل میں۔۔ اسکا فون آیا کہ۔۔۔" اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کر پاتی جہانگیر کے فون پہ بیل ہوئی۔

"شماز۔۔۔" وہ زیرِ لب بولا۔

اسکے فون اٹھاتے ہی شماز کی طرف سے دی جانے والی خبر سے اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"کیا؟؟کب ؟؟ کب ہوا یہ ؟؟؟"

اس کے منہ سے سننے والے ان لفظوں نے جنت کو بیقرار کر دیا تھا۔اس نے اشارۃً جہانگیر سے پوچھنا چاہا جو فون پہ شماز سے بات کر رہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔۔میں کچھ کرتا ہوں۔۔ ڈونٹ ووری۔۔" اس نے تسلی آمیز لہجے میں کہا اور فون رکھ دیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیا ہوا؟؟سب ٹھیک تو ہے ؟؟" اسکا دل دہلنے لگا۔

"جنت۔۔کیا ہمارا رشتہ ایسا ہے کہ تم مجھے اپنے سے منسلک کسی چیز کے بارے میں نہیں بتا سکتی؟؟کیا میں تمہاری زندگی میں اہم نہیں ہوں ؟؟" اسکے سوالوں میں دکھ صاف اور واضح جھلک رہا تھا۔

"نہیں۔۔ایسی تو کوئی بات نہیں۔۔ شماز بھائی نے کیا کہا؟؟" وہ اہم بات پہ آئی۔

"تمہارے لیئے میں اتنا اہم ہوں کہ میرے لیئے تم اپنی اماں بی کے پاس نہیں

جاسکتی؟؟" وہ ذو معنی الفاظ میں بولا، جسے وہ سمجھ نہ سکی۔

"سن چکا ہوں، جو تم مہر سے کہہ رہی تھی۔۔" "کہ تم مجھے چھوڑ کر نہیں آسکتی۔" اسکی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے۔

وہ اب بھی اسکی بات کو سمجھ نہ سکی۔

"لیکن۔۔ میرے لیئے۔۔ تم اور تمہاری خوشی اہم ہے۔۔ اس لیئے تم کچھ دن کے لیئے اپنی اماں بی کے پاس ہو آؤ۔۔"

اب کے اسکی سمجھ میں کچھ کچھ آنے لگا تھا۔

"اماں بی۔۔ کیا ہوا انہیں؟؟" وہ بے اختیار بولی۔

"وہ تمہیں بہت یاد کر رہی ہیں۔۔ ڈاکٹرز کا کہنا ہے کہ۔۔" اسکے ادھورے الفاظ اسکے دل پہ قیامت کی صورت برسے تھے۔

وہ زار و قطار رونے لگی۔

"بے فکر رہو۔۔ وہ ٹھیک ہو جائیں گی۔۔ کل ہی تمہاری ٹکٹ کنفرم کرواتا ہوں۔۔" اس نے اسے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے تسلی دی۔

''اور آپ؟؟'' وہ روتے روتے بچوں کی طرح بولی۔

اسکی سادگی کا تو وہ شروع دن سے ہی دیوانہ تھا۔

''میں ہوں نا تمہارے ساتھ۔۔ ہمیشہ۔۔'' اس نے اسکی آنکھوں سے زار و قطار بہنے والے آنسوؤں کو بے پناہ محبت سے صاف کیا۔

''ابھی کام کا بہت برڈن ہے۔۔اسلیئے شاید میں نہ جا پاؤں۔۔ لیکن تمہارا جانا ضروری ہے۔۔ میں بہت جلد آجاؤں گا۔۔''

اس نے اسکی آنکھوں میں دیکھا، جو کسی صورت خشک نہیں ہو رہی تھیں۔

''اور ویسے بھی۔۔میں تو تمہارے ساتھ ہوں ہی۔۔ہمیشہ۔۔'' اس نے اسے ہنسانے کی کوشش کی لیکن وہ نیم انداز میں صرف مسکرا ہی پائی تھی۔جو خبر اسے دی گئی تھی تھی اس میں وہ کیسے مسکرا سکتی تھی۔

☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلی صبح اسکی پلین کی ٹکٹ کنفرم ہوئی اور دوسرے روز وہ پاکستان میں آموجود

ہوئی۔پاکستان ائیر پورٹ پہ پہنچتے ہی اس نے سب سے پہلا کام فیصل آباد والے گھر کے "پی ٹی سی ایل والے نمبر پہ فون" کرنے کا کیا۔

بیل بار بار بج رہی تھی لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہو رہا تھا۔جس سے اسکی پریشانی میں مزید اضافہ ہو رہا تھا۔اسی اثناء میں ایک گاڑی اسکے پاس آکر اس انداز میں رکی کہ اسکے ہاتھ سے اسکا موبائل گرتے گرتے بچا۔

اندر موجود شخص اسے ظالم اور جابر نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔جوں ہی اسکی نگاہیں اس سے چار ہوئیں تو اسے اندازہ ہوا کہ گاڑی کے اندر بیٹھا شخص آخر ہے کون؟

وہ گاڑی سے باہر آیا اور اسکا سامان گاڑی کی ڈکی میں پھینکتے ہوئے اپنی سیٹ پہ آموجود ہوا۔اسکے اس ردِ عمل پہ تو وہ ہکی بکی رہ گئی۔ اسکا ویلکم اس انداز میں ہوگا اسے اندازہ نہیں تھا۔

"اماں بی کیسی ہیں؟؟ کیا ہوا ہے انہیں؟؟" گاڑی کی پچھلی نشست پہ بیٹھتے ہی اس نے اسکا حال پوچھنے کی بجائے یہ سوال کیا۔

"ہارٹ اٹیک۔۔" اس نے ایک لفظ میں جواب دیا اور گاڑی اسٹارٹ کی۔

"کیا؟؟ کیسے ؟؟ ایسا بھی کیا ہو گیا کہ۔۔۔" وہ بے اختیار بولی۔

"ہسپتال جا کر خود پتہ کر لینا۔۔۔"اس نے کھا جانے والے انداز میں کہا۔

"مہر آگئی واپس؟؟"

اسکے سوال پہ وہ بوکھلا سا گیا کہ اسکا ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا۔ اسکی حالت کے پیشِ نظر جنت طنزیہ انداز میں مسکرائی۔

اسکی طنزیہ مسکراہٹ وہ فرنٹ مرر سے دیکھ سکتا تھا۔"کیسے جانتی ہو تم یہ سب؟؟"

"تسلی سے گاڑی چلاؤ۔۔پہلے اماں بی سے ملنا ہے مجھے۔۔۔ پھر تمہیں دیکھتی ہوں۔۔" وہ بڑے سکون سے بولی لیکن اسکے دھمکی آمیز لہجے سے وہ خوفزدہ ہو کر رہ گیا تھا۔

ہسپتال پہنچتے ہی اس نے اماں بی سے ملاقات کی اور باقی سب گھر والوں سے بھی ملی۔ اسکا چہرہ دیکھنا ہی تھا کہ اماں بی کی حالت میں بہتری آنے لگی، جسکی وجہ سے گھر کے سبھی افراد مطمئن ہو گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ ہسپتال کے لان میں علینہ کے برابر میں بیٹھی، اسکی طرف سے دی جانے والی ہر بات پہ افسوس کرتی رہ گئی۔

"مہر یہ قدم اٹھائے گی۔۔ ہمیں اندازہ نہیں تھا۔۔ "

"بھابھی۔۔ اس نے آپ سے بھی کچھ نہیں کہا؟؟" جنت کے سوال پہ علینہ مایوسی سے بولی۔

"نہیں۔۔ کچھ بھی نہیں کہا۔۔ لیکن وہ پریشان ضرور تھی۔۔ مجھے لگا کہ یہ سب نیچرلی ہے۔۔ شادی سے پہلے تو ایسا ہوتا ہی ہے۔۔ ابھی کچھ دن پہلے تابینہ پھوپھو ساتھ جا کر شادی کی شاپنگ کر کے آئی ہے۔۔"

"گھر میں کسی کو نہیں پتہ؟؟" اس نے علینہ کی طرف بغور دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"ظاہر ہے۔۔ کسی کو پتہ ہوتا تو ہم اسے اٹھانے دیتے یہ قدم؟؟؟ "

"بھابھی۔۔ گھر میں ہی ہے ہم سب کا مجرم۔۔۔" آخر وہ بول ہی پڑی۔

"کون۔۔" علینہ نے حیرانگی سے اسے دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔

"وہی۔۔ جس سے اسکی شادی ہونے جارہی تھی۔۔" اس نے صاف اور واضح انداز میں اس سے کہا۔

"کیا؟؟ جانتی بھی ہو کہ تم کیا کہہ رہی ہو؟؟؟"

"جی۔۔اچھے سے جانتی ہوں۔۔ اور یہ بھی جانتی ہوں کہ وہ انسان خود کو بچانے کے چکر میں اسے بے آبرو کرنے پہ تُلا ہے۔۔" وہ دانت پیستے ہوئے بولی۔

"اَن بلیوایبل۔۔ ایسے کیسے ہو سکتا ہے؟؟ شاہ ویز۔۔ شاہ ویز کیوں کرے گا یہ سب؟؟"

"بھا بھی۔۔ وہ چاہتا ہی نہیں تھا اس سے شادی کرنا۔۔ اس نے ایک یہی کام ہی نہیں کیا بلکہ میری زندگی کے ساتھ ہوئے ہر حادثے میں اسی کا ہاتھ ہے۔۔" اس نے ذرا تفصیل سے کہا تو علینہ نے تفتیشی انداز سے اسے دیکھا۔

جنت نے الف سے لے کر یے تک اسے ساری کہانی جوں کی توں بیان کردی۔ جسے سن کر علینہ کی حیرانگی قابل دید تھی۔ ورنہ اسے تو لگتا تھا کہ شاہ ویز جیسا انسان بے حد معصوم اور شریف ہے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جنت۔۔اسے بولو کہ وہ ابھی اور اسی وقت وہاں سے نکل کر آئے۔۔ "

"کیسے کہوں بھابھی؟؟ وہ فون ہی نہیں اٹھا رہی۔۔اور اسکا اپنا نمبر تو کب سے بند ہے۔۔" جنت رونے والے لہجے میں بولی۔

"اور کوئی طریقہ نہیں کیا؟؟؟ جنت اماں بی کی حالت بہت خراب ہے۔۔مہر کی طرف سے دیے جانے والے صدمے نے انکی کمر توڑ دی ہے۔۔ انہوں نے خود کو بہت مضبوط دکھانے کی کوشش کی۔۔لیکن کل صبح انکی طبعیت بگڑ گئی۔" علینہ کی آنکھیں بھر آئیں۔

"بہت پیار کرتی ہیں تم دونوں سے۔۔ تمہیں دیکھ کر تو انہیں سکون آ ہی گیا ہے۔۔لیکن جب تک مہر کو نہ دیکھ لیں گی انہیں کسی صورت سکون نہیں ملے گا۔۔"

علینہ کی باتیں سن کر وہ بھی دل پسیج کر رہ گئی۔

"میں شماز سے کہوں؟ وہ وہاں جا کر اسکا پتہ کریں؟؟ یا ماموں سے کہوں؟؟" اسکے ذہن میں اچانک سے ترکیب آئی۔

"نہیں۔۔نہیں بھابھی۔۔۔" اس نے قطعیت سے کہا۔"ایسے تو پریشانی اور بڑھ

جائے گی۔۔"

"تو پھر؟؟ اس تک یہ خبر پہنچنا بے حد ضروری ہے کہ اسکے پیچھے کیا کہرام برپا ہو گیا ہے؟"

"میں کچھ کرتی ہوں۔۔ لیکن آپ پلیز شاہ ویز سے کچھ نہیں کہیں گی۔۔ اسے پتہ چل گیا تو وہ۔۔" وہ ادھوری بات کرتے ہوئے اسے ساری بات سمجھا گئی تھی۔

"بے فکر رہو۔۔ لیکن جنت۔۔ پلیز۔۔ کچھ کرو۔۔"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆

کل رات سے وہ بیسوں مرتبہ جنت اور شاہ ویز کا نمبر ڈائل کر چکی تھی، لیکن دونوں میں سے کسی کا نمبر نہیں لگ رہا تھا۔ جب نمبر ڈائل کرتی تو دوسری طرف سے صرف ایک "بیپ" سنائی دیتی اور کال منقطع ہو جاتی۔ وہ جان چکی تھی کہ فون خراب ہو چکا ہے۔ لیکن کیا کرے؟ کیسے رابطہ کرے؟ یہ سوچ سوچ کر اسکا دماغ پھٹنے لگا تھا۔ نمبر آن کرنے کا سوچتی تو شاہ ویز کی طرف سے سنائی جانے والی خبر سے اسکا منہ کلیجے کو

آجاتا۔

"پولیس میں رپورٹ درج کروادی ہے۔"

"نمبر آن کروں یا نہ؟؟ پولیس نے اگر میرے موبائل کی لوکیشن ٹریس کرلی تو؟؟"

ان سب وسوسوں سے اب اسکی طبعیت خراب ہونے لگی تھی۔

دوسری طرف جنت علینہ کو تسلی تو دے چکی تھی کہ وہ جلد از جلد کچھ نہ کچھ کرتی ہے لیکن کیسے؟؟ کیسے ہوگا سب؟ وہ اس الجھن سے خود کو نکالنے سے قاصر تھی۔ ہسپتال کے لاؤنج میں وہ ٹہل رہی تھی اور اسکا دماغ بھی کسی ترکیب کو سوچنے میں مکمل طور پہ حرکت میں تھا۔ تبھی اسکے ذہن میں ماضی کی کچھ جھلکیاں گردش کیں۔

"وہ بھی تو فیصل آباد والے گھر پہ گیا تھا۔ شاہویز کے ساتھ ڈنر وہیں تو کیا تھا۔" وہ خود سے زیرِلب بولی۔

ایک ترکیب ذہن میں آئی تو تھی لیکن اس ترکیب پہ عمل کرنا انتہائی مشکل کام تھا۔

"اس سے رابطہ۔۔۔" وہ خود سے اتنا ہی بول پائی تھی مگر اگلے ہی لمحے اس نے اپنے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

خیال کو جھٹکا۔

"نہیں۔۔ نہیں۔۔ بالکل بھی نہیں۔۔۔"

اسکے ذہن میں اپنے ہی کہے لفظ گونجے۔

"اب حرام ہے اسکا ذکر کرنا بھی۔"

"گھر کی عزت بچانے کی خاطر۔۔ مہر کو واپس لانے کی خاطر۔۔ تمہیں یہ کرنا ہو گا۔۔"

مگر ایک دل کی آواز ایسی بھی تھی جس نے اسے اس سے رابطہ کرنے پہ مجبور کر دیا تھا۔

"تم کون سا اس سے محبت میں اسے کال کرو گی؟؟ مدد ہی تو مانگنی ہے۔۔ ایک وہی ہے جو تمہاری مدد کر سکتا ہے۔۔اب کہ شاہ ویز پہ بھروسہ کرنا بے کار ہے۔۔ جبکہ تم اسکی ساری اصلیت جان چکی ہو۔"

وہ اپنے ہی فیصلے پہ الجھ کر رہ گئی تھی۔

رات گئے تک وہ اپنے ہی کیے گئے فیصلے سے الجھتی رہی۔ "کیا کروں؟؟" اس نے خود سے سوال کیا۔

اس نے اسے کال کی لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہورہا تھا۔ کوئی دو تین دفعہ کال کرنے کے بعد وہ سمجھ چکی تھی کہ یہاں سے بھی مدد ملنے کا کوئی چانس نہیں۔

دوسری طرف وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر بے سود ہو کر غنودگی کی حالت میں بستر پہ لیٹا تھا۔ چارجنگ پہ لگا فون بار بار روشن ہوتے دیکھ کر چار و ناچار اسے بستر پر سے اٹھنا ہی پڑا۔

"اس وقت؟ کون ہو سکتا ہے؟؟" اس نے خود سے سوال کیا اور موبائل کی جانب بڑھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موبائل ہاتھ میں لیتے ہی اسکی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور اسکے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئیں۔

"جنت۔۔" اسکے دل کی دھڑکنیں تیز، بہت تیز ہونے لگی تھیں۔

"اس وقت۔۔اور پاکستان کا نمبر۔۔۔" اس نے خود سے سوال کیا۔

ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہا تھا کہ فون دوبارہ سے بجا۔اس نے پہلی کال پہ ہی فون ریسیو

کیا۔

دوسری طرف سے گہری خاموشی تھی۔

"کون؟؟؟" اس نے ڈرتے سہمتے سوال کیا۔

کون کہے جانے پہ اسکا خون کھول اٹھا تھا۔"جنت جہانگیر بات کر رہی ہوں۔۔" وہ ذرا پر اعتمادی سے بولی۔

اسکی آواز سن کر اسکے بے چین دل کو قرار سا مل گیا۔ لیکن اسکے نام کے تعارف پہ اسکا دل پارہ پارہ ہو کر رہ گیا تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟؟" اسکے آواز میں موجود لغزش کو وہ فون پہ بھی محسوس کر سکتی تھی، تبھی وہ اہم مدعے پہ آئی۔

"کچھ کام تھا آپ سے۔۔"

"کہو۔۔" اس نے ایک لفظ میں جواب دیا۔

"فیصل آباد والے گھر کا تو پتہ ہے نا آپکو۔۔"

"ہاں۔۔ جانتا ہوں۔۔ میرے ہاسٹل سے بیس منٹ کی ڈرائیو پہ ہے۔۔ لیکن

تم۔۔۔میرا مطلب۔۔ تم ٹھیک تو ہو؟کچھ ہوا ہے کیا؟؟ ‘‘

’’مہر۔۔مہر وہاں پہ ہے۔۔اکیلی۔۔‘‘ اسکی بے قراری دیکھ کر وہ فوراََ سے بولی۔کیونکہ اسکی اپنے لیے پرواہ دیکھ کر اسکا دل اسکے لیئے نرم پڑے،وہ یہ نہیں چاہتی تھی۔

’’مہر؟؟‘‘ اب کے اسکا دماغ سٹپٹا سا گیا۔

’’وہ وہاں ؟؟کیوں؟؟ مجھے پوری بات بتاؤ۔۔ تسلی سے۔۔‘‘ وہ بیڈ پہ آ بیٹھا۔

اسکی طرف سے بتائی جانے والی ایک ایک بات پہ اسکے دماغ کی بتیاں روشن ہو رہی تھیں۔مہر اتنا بڑا قدم اٹھا سکتی ہے؟اسکے لیئے یہ سوچنا بھی محال ہو رہا تھا لیکن ایسا سننا بلاشبہ حیرانگی کی بات تھی۔جیسے جیسے وہ اسے ساری بات بتاتی جا رہی تھی،اسے شاہ ویز پہ بے انتہاء غصہ آ رہا تھا۔اس سے بھی زیادہ غصہ اسے مہر پہ آ رہا تھا،جس نے بناء سوچے سمجھے بے وقوفی کا کام کر دیا۔

اس نے فون رکھا تو وہ گہری سوچ میں محو ہو گیا۔کہ کیسے وہ اس ساری صورتحال کو سنبھالے۔ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہا تھا کہ اسے اسکی طرف سے واٹس ایپ پہ وائس

میسج موصول ہوا۔

"میں جانتی ہوں کہ یہ بہت رِسکی ہوگا آپکے لیئے۔۔ لیکن اگر آپ میرے اس مشکل وقت میں میرا ساتھ دیں گے تو آپکا یہ احسان جنت جہانگیر کبھی نہیں بھولے گی۔

" اسکی آواز میں اذیت اور التجا کی ملی جلی آمیزش نے اسکے جنجھوڑ کر رکھ دیا۔ وہ اپنی جگہ سے فوراََ سے اٹھا اور گاڑی کی چابی دراز میں سے نکالتے ہوئے شرٹ کی جیب میں ڈالی۔ اور اپنی منزل پہ نکل گیا۔

پندرہ بیس منٹ کی ڈرائیو کے بعد وہ گھر کے باہر آموجود ہوا۔ رات کے قریب گیارہ بجے وہ اسکے گھر کے سامنے اپنی گاڑی میں موجود اندر جانے کی ترکیب سوچ رہا تھا۔

"دروازہ ناک کروں؟؟" اس نے خود سے سوال کیا۔

"نہیں۔۔ایسے تو وہ کبھی بھی میری بات نہیں سنے گی۔۔" اس نے گویا خود کو جواب دیا۔

"کیا کیا جائے؟؟ پیزا۔۔ ڈلیوری۔۔" اس نے موبائل نکالا اور پیزا ڈلیوری کو کال کی۔

اب وہ گاڑی میں کھڑا پیزا ڈلیوری کا انتظار کر رہا تھا۔کوئی پندرہ، بیس منٹ بعد وہ وہاں آموجود ہوا۔اس سے پہلے وہ گھر کی بیل بجاتا، سجیل فوراً سے گاڑی سے باہر نکلا۔

"جی۔۔میں نے پیزا بک کروایا تھا۔۔ شاہ ویز۔۔" اس نے ساتھ ہی ساتھ، جس نام سے ڈلیوری کا کہا، اسی سے اسے اپنا تعارف کروایا۔

اس نے اسے پیزا تھمایا، جسے اس نے گاڑی کا دروازہ کھول کر اس کی فرنٹ سیٹ پہ رکھا۔

اسکی اس حرکت پہ پیزا ڈلیوری بوائے کے ماتھے پہ پریشانی کی شکنیں سی پڑ گئیں۔اب کے وہ رقم کے لئے اسکا منہ دیکھنے لگا۔

"ایک۔۔ایک منٹ بھائی۔۔ آپ یہاں رکیں گے؟؟اپنی بائیک پہ ہی؟؟ وہ میرے پاس اصل میں چینج نہیں۔۔تو میں آپکو گھر سے لا کر پے منٹ کرتا ہوں۔۔" اس نے بہانہ گڑھا اور گھر کی بیل بجائی۔

دوسری طرف بیل بجنے پہ اسکے دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی گئیں اور آنکھیں باہر کو آنے لگیں۔

”پولیس۔۔۔“ اسکے کانپتے ہونٹوں سے نکلا۔

وہ لاؤنج سے ہوتے ہوئے فوراََ سے لان میں آئی۔رورو کر اسکا برا حال ہو چکا تھا۔

”ایکسکیوزمی۔۔ پیزاڈلیوری بوائے ہوں۔۔شاہ ویز سر نے آرڈر بک کروایا ہے۔۔“ گیٹ کے نیچے سے وہ اسکے قدموں کو دیکھ چکا تھا، تبھی وہ آواز بدل کر بولا۔

”نہیں چاہیئے۔۔۔“ اس نے دروازے میں موجود مرر سے دیکھا تو بائیک کے پاس پیزا بوائے کھڑا نظر آیا۔

”دروازہ کھولو۔۔پلیز۔۔۔۔“ اب کے وہ اپنی آواز میں بولا۔

”کون؟؟میں آپکو نہیں جانتی۔۔“ اس نے ذرا آہستگی سے پوچھا۔

اس نے مرر سے دیکھنے کی کوشش کی لیکن وہ اسے کہیں بھی نظر نہیں آرہا تھا۔

”سجیل۔۔۔ اور پلیز۔۔اب دروازہ کھول دو۔۔جانتا ہوں مہر۔۔یہ تمہی ہو۔۔سو پلیز۔۔خدا کا نام ہے۔۔“ اس نے التجائیہ انداز میں کہا اور دروازے کے سامنے آیا۔

پیزا ڈلیوری بوائے بائیک پہ بیٹھا، یہ سب بڑے انہماک سے دیکھ رہا تھا۔

”بھائی کیا بات ہے؟؟ آپ تو۔۔۔“

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بیوی ہے میری۔۔ناراض ہے۔۔" اس سے پہلے وہ کچھ اور پوچھتا، سجیل نے اسے پانچ سو کی بجائے ہزار کا نوٹ تھما کر اشارۃََ وہاں سے جانے کا کہا۔

"کوئی مسئلہ ہے تو کہیئے؟؟ میری ہیلپ چاہیئے تو۔۔۔۔"

"نہیں۔۔۔ جتنی ہیلپ چاہیئے تھی۔۔آپ کر چکے۔۔۔" وہ زور دے کر ذرا سختی سے بولا تو پیزا ڈلیوری بوائے نے اپنی بائیک وہاں سے گھمائی۔اور وہاں سے آناََ فاناََ غائب ہو گیا۔

☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ابھی تک اس نے بتایا نہیں کچھ۔۔ اب تک تو بتا دینا چاہیئے تھا۔ یا اللہ سب خیر ہی ہو۔۔ مہر وہاں نہ ہوئی تو۔۔۔" اسکے دل میں ہول اٹھنے لگے۔

"آپی۔۔۔کچھ چاہیئے تو بتایئے۔۔" ایمل نے اسے لان میں ٹہلتے دیکھا تو سوالیہ بولی۔

"کافی کا ایک کپ بنا دو مجھے۔۔" وہ تھکن سے چور ہو کر بولی۔

''امممم۔۔۔'' ایمل کچن میں جاتے جاتے رکی۔

''کیا ہوا؟؟ کچھ کہنا ہے؟؟'' جنت اسکے رکے قدموں کو سمجھ چکی تھی، تبھی سوالیہ بولی۔

''آپی۔۔ اماں بی ٹھیک تو ہو جائیں گی نا؟؟'' اسکی آنکھوں میں نمی واضح جھلک رہی تھی۔

جنت نے اسے فوراً گلے سے لگایا۔

''سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔بے فکر رہو۔۔''

''مہر آپی نے کیوں کیا ایسا؟؟ انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔۔دعا کریں ناوہ آجائیں۔۔دیکھیں اماں بی کے بغیر گھر کتنا خالی سا ہے۔۔۔ ''

''سب ٹھیک ہو جائے گا ایمل۔۔میری جان۔۔'' جنت نے اسے اپنے سے الگ کیا اور اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے اسے دلاسہ دیا۔

''اچھا میں آپکے لیئے کافی لاتی ہوں۔۔'' اس نے خود کو نارمل کیا اور وہاں سے چلی گئی۔

کئی دیر تک وہ اسکے کہے گئے لفظوں کو سوچتی رہی۔

"واقعی مہر۔۔ تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔۔ تمہارے اس ایک غلط قدم کی وجہ سے پورا گھر ٹینشن میں ہے۔۔"

****

دوسری طرف وہ اسکے سامنے کھڑا اسے غصہ سے گھور رہا تھا۔

"کوئی اندازہ ہے تمہیں کہ تم نے کیا کیا ہے؟؟"

"ٹھیک کیا ہے میں نے۔۔جو کچھ بھی کیا ہے۔۔ اور تم۔۔تم بھی جاؤ یہاں سے۔۔" وہ ہٹ دھرمی سے بولی تو وہ اپنا ہاتھ غصہ سے دباتا ہی رہ گیا۔

"مہر۔۔۔ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے اور کچھ نہیں۔۔۔ بہتر یہی ہو گا کہ ابھی اور اسی وقت میرے ساتھ واپس چلو۔۔۔بلکہ تم واپس جا رہی ہو میرے ساتھ۔۔" وہ حکمیہ انداز میں بولا۔

"تم ہوتے کون ہو آخر مجھ پہ اپنا فیصلہ امپوز کرنے والے؟؟" وہ خونخوار لہجے میں بولی۔اسکی سرخ آنکھوں سے آنسو زار و قطار بہہ رہے تھے۔

"میں کون ہوتا ہوں؟؟" وہ زخمی انداز سے مسکرایا۔

"میں کون ہوں؟۔مجھے یہ تم جیسی احسان فراموش لڑکی کو بتانا بھی نہیں۔۔جسے اپنے گھر والوں کی عزت کا ہی پاس نہیں۔۔اس سے میرا رشتہ ہو گا بھی کیوں؟؟" وہ طنزیہ انداز میں بولا۔اسکے ایک ایک لفظ نے اسکے دل پہ نشتر چبھونے کا کام کیا۔

"بہتر یہی ہو گا کہ اپنا سامان اٹھاؤ۔۔اور میرے ساتھ چلو۔۔۔" وہ دوبارہ سے بولا لیکن وہ اسکی کہی گئی بات کے زیرِاثر بت بنی کھڑی رہی۔

اس نے اسکا ہاتھ زور سے پکڑا اور صوفے پہ موجود اسکا بیگ دوسرے ہاتھ میں پکڑتے ہوئے اسے گیٹ کے باہر تک لے آیا۔

وہ پتھر کی صورت بنے اسکے ساتھ چلتی جا رہی تھی۔اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور اسے فرنٹ سیٹ پہ بٹھایا۔اور خود ڈرائیونگ سیٹ پہ آبیٹھا۔

اس نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر گاڑی اسٹارٹ کر دی۔جبکہ اسکی طرف سے آنسو بہانے کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری تھا۔

"رونا بند کرو۔۔" اس نے گاڑی میں رکھے ٹشو باکس سے ٹشو نکال کر اسے دیا لیکن وہ

تھی کہ اسے دیکھنے سے قاصر تھی۔

اس نے ٹشو پکڑا اور اپنی آنکھوں کو صاف کرنے لگی۔

"بھوک لگی ہو گی تمہیں۔۔ کھالو اسے۔۔۔"اس نے پیزے کا ڈبہ اسکے سامنے کیا۔تو اس نے اپنے ہاتھ سے اسے اشارۃً منع کیا۔

"مہر۔۔میں جانتا ہوں کہ تم نے کچھ نہیں کھایا ہو گا۔۔۔سو پلیز۔۔۔۔"

اس نے ایک نظر ڈبہ پہ ڈالی اور دوسری نظر اس پہ۔۔اس نے آنکھوں کے اشارے سے اسے کھانے کے لیئے کہا تو اس نے ڈبہ کھولا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دو دن بعد اسکے منہ میں رزق کا نوالا گیا تھا۔ورنہ وہ صرف پانی پہ ہی گزارا کر رہی تھی۔ جیسے جیسے وہ پیزا کھاتی جارہی تھی اسکی آنکھوں سے آنسوؤں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوتا گیا۔اسکا دل اندر ہی اندر پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا کہ اسکی ہچکی بندھ گئی۔

سجیل نے ترس کھا کر اسے دیکھا اور لب بھینچ کر رہ گیا۔اس نے فوراً سے پانی کی بوتل اسکے سامنے کی۔ جسے اس نے آناً فاناً اسکے ہاتھ سے پکڑا اور ایک ہی گھونٹ میں خالی کر دیا۔

کچھ دیر بعد جب وہ تھوڑا سنبھلی تو اس نے اس سے بات شروع کی۔

"مہر۔۔ بہت افسوس ہو رہا ہے مجھے۔۔ ایٹ لیسٹ مجھے تو بتا سکتی تھی؟ کیا اتنا بیگانہ ہو گیا ہوں میں تمہارے لیئے کہ تم اپنی کسی پرابلم میں بھی مجھے حصہ دار نہیں بنا سکتی؟؟ "

اس نے اسے خوب سنائیں لیکن وہ چپ ہی رہی۔اسے آج بھی اچھے سے یاد تھا کہ جنت کا آخری پیغام دینے کے بعد مہر نے اسے خود کی دوستی سے بھی دستبردار کر دیا تھا۔

"کچھ پوچھ رہا ہوں تم سے؟ مہر؟؟ کیا دوستی توڑ دینے سے اتنی آسانی سے ٹوٹ جاتی ہے؟ کیا ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں حصہ دار بھی نہیں بن سکتے ہم؟؟"

"نہیں۔۔ نہیں بن سکتے حصے دار۔۔ سمجھے۔۔ نہیں بن سکتے۔۔۔" وہ اس پہ زخمی شیرنی کی طرح دھاڑی تھی۔

"محبت میں کافر ہونے والوں سے بھلا کون دوستی رکھ سکتا ہے؟؟ اور ویسے بھی کافروں سے تو دوستی رکھنے سے اللہ نے بھی منع کیا ہے۔۔"

اب کے اس نے اسکی دکھتی رگ پہ ہاتھ رکھا تھا۔

”مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی۔ تم یہاں کیوں آئے ہو؟ آخر کس نے تمہیں یہاں بھیجا؟؟“

”وہی۔۔ جس کی محبت میں کافر ہوا ہوں۔۔ اسی کے کہے کی لاج رکھنے کے لیئے آیا ہوں۔۔“ وہ بے حد ٹوٹ چکا تھا۔

باہر سے مضبوط نظر آنے والا سجیل کتنا ٹوٹ چکا ہے یہ اسے، اسکے کہے گئے لفظ، اسے صاف اور واضح بتا رہے تھے۔

”کیا؟؟ اس نے تم سے کہا؟؟“ وہ شاکڈ تھی۔

جواباً اس نے اثبات میں گردن ہلائی تو اسکی آنکھوں میں آئے آنسو آنکھوں سے بہہ نکلے، جسے اس نے تیزی سے اپنی آنکھوں کے کناروں سے رگڑ کر صاف کیا۔

”وہاں سب ٹھیک تو ہے۔۔“ اسکے بچگانہ سوال پہ وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔

”تمہیں کیا لگتا ہے؟ تمہارے بھاگنے کے بعد وہاں سب موج میں ہوں گے؟؟ بہت اچھا کام کیا ہے تم نے؟؟؟“ اسکے طنز پہ اس نے رونی صورت بنا کر اسے دیکھا۔

”بھاگی نہیں ہوں میں۔۔ یہاں بھی میرا گھر ہے۔۔ مجھے بس اس سے شادی نہیں کرنی تھی۔۔ اس لیے یہاں چلی آئی۔۔“

سجیل نے مایوس کن نگاہوں سے اسکے چہرے پہ نگاہ ڈالی۔

"اس نے تمہیں استعمال کیا ہے اور بس۔۔ اور یہ گھر سے بھاگنا ہی ہوتا ہے مس مہر نعیم احمد۔۔"

"کیا مطلب ہوا اس بات کا؟؟؟" وہ چونکی۔

"مطلب صاف اور واضح ہے۔۔وہ وہاں خود کو مظلوم ثابت کیے ہوئے ہے۔۔ جسے تم ڈیفنڈ کر رہی ہو اسے تم اور تمہاری زندگی۔۔اس سب سے اسے کوئی غرض نہیں۔۔"

اس نے زور دے کر کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"لیکن۔۔اس نے تو کہا تھا کہ وہ میری عزت کو اپنی عزت سمجھتا ہے۔۔ ہم دونوں ہی ایک دوسرے سے شادی نہیں کرنا چاہتے تھے سجیل۔۔اور اس کے علاوہ اور کوئی حل تھا بھی نہیں۔۔" اس سے پہلے سجیل کچھ بولتا اس نے مزید کہا۔

"گھر والے بھی ہماری کوئی بات سن نہیں رہے تھے۔۔اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی تو نہیں تھا۔۔ مجبور تھی میں۔۔"

"اپنی بے وقوفی کو مجبوری کا نام مت دو مہر۔۔ تم سے اس قدر بے وقوفی کی توقع نہیں

تھی مجھے۔۔" وہ مایوسی سے بولا۔

"وہاں وہ خود کو بچا رہا ہے۔۔خدانخواستہ اگر کچھ بھی ہوتا ہے نا۔۔تو وہ اپنے پہ بات لے گا ہی نہیں۔۔" اس کی بات سن کر وہ کافی حد تک خوفزدہ ہو کر رہ چکی تھی۔

"نہیں۔۔ایسا نہیں ہو سکتا۔۔اس نے تائی امی کی قسم کھائی ہے کہ وہ میری عزت پہ حرف نہیں آنے دے گا۔۔ "

اس کی بات سن کر وہ گاڑی چلاتا چلاتا رکا اور کچھ دیر توقف کے بعد اسکی طرف دیکھ کر گہرے انداز سے بولا۔

"مہر۔۔جب خود پہ بنتی ہے نا تو ساری قسمیں، سارے وعدے اور سارے دعوے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔۔بھلے ہی اس نے اپنی ماں کی قسم کھائی ہے لیکن وہ اپنی ماں کی نظروں میں گرنے کی بجائے انکی کھائی ہوئی قسم توڑنے کو ترجیح دے گا۔۔ "

اس نے تفصیلی انداز میں کہا اور گاڑی دوبارہ اسٹارٹ کر دی۔

اسکی بات سن کر اس نے مایوسی سے اسے دیکھا اور گاڑی کی پشت کے ساتھ ٹیک لگا کر

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آنکھیں بند کر کے شاویز کی کہی ایک ایک بات کو سوچنے لگی۔۔

****

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

- **راہِ نجات کہاں؟؟؟**

لاؤنج میں بیٹھے بیٹھے وہ تھک چکی تھی۔ایمل کی لائی ہوئی کافی پینے کے بعد اسے نیند تو نہیں آئی لیکن اسکی آنکھیں نیند کے بوجھ سے سوجھ ضرور چکی تھیں۔سامعیہ ممانی جان نے تہجد کے نوافل ادا کیے اور پھر اس سے بات کرنے کے لیئے لاؤنج میں آئیں۔

"کچھ دیر آرام کر لیتی بیٹا۔۔" انہوں نے ذرا محبت سے اس سے کہا۔

"نہیں ممانی جان۔۔ٹھیک ہوں۔۔ ہسپتال سے خیر خیریت کی خبر آجائے پھر پر سکون ہو کر سوتی ہوں۔۔" وہ آنکھوں کو ملتے ہوئے بولی اور انہیں اپنے پاس بیٹھنے کے لیئے جگہ دی۔

"اللہ پاک بہتر کرے گا۔۔ تمہارے ماموں سے بات ہوئی ہے ابھی۔۔بتا رہے تھے کہ انکی حالت بہتر ہے، لیکن ڈاکٹرز کا کہنا ہے کہ

انکا بلڈ پریشر کنڑول میں نہیں آرہا۔۔"

ان کی بات سن کر اسکی پریشانی میں مزید اضافہ ہوا۔

"تم نے کال کی گھر؟؟" ان کے سوال پہ وہ چونکی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اوہ۔۔ نہیں۔۔ یاد ہی نہیں رہا۔۔۔ صبح کروں گی۔۔ بلکہ وہ کہہ رہے تھے کہ ڈیڈ مجھے لینے صبح آئیں گے۔۔"

"امم۔۔ مم۔۔" وہ چپ رہیں۔ مگر پھر کچھ دیر توقف کے بعد بولیں۔

"دعا کرو مہر کہیں سے آجائے بس۔۔۔" ان کی بات پہ اسے یاد آیا کہ اس نے تو ابھی تک سجیل سے پوچھا ہی نہیں کہ مہر اسے ملی کہ نہیں؟ وہ اسے لے کر آ بھی رہا ہے کہ نہیں۔

اس نے فوراً سے اپنا فون نکالا اور میسج ٹائپ کیا۔

"تمہارے ماموں نے پولیس میں بھی رپورٹ درج کروائی ہے۔۔ تصویر بھی دی ہے۔۔ پولیس کا کہنا ہے کہ وہ جلد ہی مل جائے گی۔"

"پولیس میں رپورٹ۔۔" وہ میسج ٹائپ کرتے کرتے انکی بات سن کر رکی۔

"ہاں۔۔۔ بلکہ مجھے تو کسی پہ شک بھی ہے۔۔" وہ ذو معنی الفاظ میں بولیں۔

"کس پہ؟؟" اس نے پریشانی سے استفسار کیا۔

"اپنے بیٹے پہ۔۔ وہ چاہتا ہی نہیں تھا کہ اس سے شادی کرے۔۔ ہو سکتا ہے اسی نے

اسے۔۔۔" وہ اپنی ہی بات پہ خوفزدہ ہو کر رہ گئیں۔

انکی بات سن کر جنت کو نہ موبائل کا ہوش رہا اور نہ ہی اس بات کا کہ اس نے سجیل سے کچھ پوچھنا تھا۔

"ممانی جان۔۔ آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے؟؟"

"اسکی ایک ایک حرکت صاف بتا رہی ہے۔۔ماں ہوں اسکی۔۔ سمجھتی ہوں اسے۔۔اچھے سے سمجھتی ہوں اسے۔۔بس دعا کرتی ہوں کہ اس سب میں شاہویز کا ہاتھ نہ ہو بس۔۔مہر جہاں بھی ہو بس خود ہی واپس آجائے۔۔"

"سب ٹھیک ہو جائے گا ممانی جان۔۔" وہ تسلی آمیز لہجے میں بولی۔

اسی اثناء میں اسکے موبائل پہ بیپ ہوئی۔ سجیل کی طرف سے تسلی آمیز میسج تھا۔

"بے فکر رہیں مسز جہانگیر۔۔ہم آرہے ہیں۔۔"

"بی کیئر فُل۔۔ماموں نے پولیس میں بھی رپورٹ درج کروائی ہے۔۔ اسکی تصویر بھی ہے پولیس کے پاس۔۔" جنت کی طرف سے موصول ہونے والے میسج نے تو اسکی ہوائیاں اڑا دی تھیں۔

"پولیس۔۔۔" وہ زیرِ لب بولا۔سامنے ناکے پہ پولیس کھڑے دونوں کو روکنے کے لیئے اشارہ کر رہی تھی۔

"کیا ہوا؟؟؟" اس نے سامنے نظر دوڑائی تو اسکی ہوائیاں بھی اڑ سی گئیں۔

"دعا کرو کچھ نہ ہی ہو۔۔ "

"تمہارے تایا ابا نے پولیس میں بھی رپورٹ درج کروائی ہے۔۔۔"

"میں نے تو۔۔میں نے تو موبائل بھی آن نہیں کیا پھر۔۔۔" اسکے منہ سے بمشکل ہی ادا ہوا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تصویر ہے تمہاری ان کے پاس۔۔۔" وہ بھی بوکھلایا ہوا تھا۔

اسے خوف اس بات کا تھا کہ وہ اگر کسی کام میں پکڑا گیا تو راحت اور تابینہ کا رشتہ خطرے میں پھر سے آ جائے گا،جو کہ وہ نہیں چاہتا تھا۔

اس نے آناََ فاناََ اپنے دوپٹے سے اپنے چہرے کو ڈھکا۔آنسوؤں سے اسکی چادر تر ہو رہی تھی۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔بس تم یہ نقاب مت ہٹانا۔۔" اسکی حالت کو وہ اچھے

سے محسوس کر سکتا تھا۔ تبھی اس نے اسے دلاسا دیا۔

اس نے اپنے موبائل کو ڈبل لاک گیا اور ناکے پہ موجود پولیس کے کہنے پہ گاڑی روکی۔

"اس وقت کہاں جارہے ہیں آپ؟؟" انسپکٹر بارعب انداز میں بولا۔

"جی۔۔لاہور۔۔" اس نے فوراََ سے کہا تا کہ ان لوگوں کو تھوڑی تسلی مل جائے۔

"لاہور۔۔"وہ زیرِلب بولا۔

"لاہور میں تو آچکے ہو؟" اب کے وہ نیم انداز میں مسکرایا اور پھر سوالیہ انداز میں بولا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آگے کے کیا ارادے ہیں بادشاہو۔۔۔اور یہ ساتھ میں لڑکی کون ہے؟؟ "

"یہ۔۔" سجیل کا سانس خشک ہو چکا تھا مگر پھر بھی وہ ہمت کرتے ہوئے بولا۔

"میں یونیورسٹی آف لاہور میں پروفیسر ہوں۔۔فیصل آباد پی پی ایس سی کی ڈیوٹی کے لیئے گیا تھا۔گھر میں ذرا ایمر جنسی تھی۔۔سو اس وقت آنا پڑا۔۔"

"پروفیسر صاحب۔۔ خوشی ہوئی آپ کے بارے میں جان کر۔۔۔لیکن ہمیں آپ کی تفصیلات کا اچار یا مربہ نہیں ڈالنا۔۔جو سوال کیا ہے۔۔اسکا جواب دیں پروفیسر

صاحب۔۔" وہ پہلے تو نرمی سے بولا مگر پھر تیکھے انداز میں اس پہ جھاڑا۔

"محترمہ۔۔آپ۔۔ برائے مہربانی نقاب ہٹائیے۔۔۔" اب کے وہ مہر سے بولا تو اسکی ٹانگیں خوف سے کانپنے لگیں۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆

ہسپتال میں اماں بی کی حالت میں کچھ بہتری آئی تو تھی لیکن وہ پھر سے مہر کا بار بار پوچھ جارہی تھیں۔کسی کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے۔

"دیکھیں۔۔پیشنٹ کی حالت پھر سے خراب ہوتی جارہی ہے۔۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کومہ میں چلی جائیں۔۔" ڈاکٹر نے بے حد عجز وانکساری سے تابینہ سے کہا۔

"کیا کروں؟؟ کیا کروں؟؟؟" وہ خود سے سوالیہ بولی۔

"آپ۔۔پلیز۔۔یہ۔۔مہر جو کوئی بھی ہیں انہیں بلوادیں۔۔ مریض پہ جتنی مرضی دوائیاں اثر کرلیں لیکن جب تک وہ اس سے بات نہیں کرلیتیں، جسے وہ پکار رہی ہیں ان کی حالت میں بہتری آنا ناممکن سی بات ہے۔۔"

ندیم اور نعیم صاحب کچھ دیر کے لیئے گھر چلے گئے تھے۔اماں بی کے پاس راحت تابینہ اور علینہ ہی تھیں۔

’’وہ اسے آنے میں ذرا ٹائم لگے گا۔۔بیرونِ ملک سے جو آنا ہے۔۔‘‘علینہ نے بڑی صفائی سے جھوٹ گڑھا۔

’’ہاں تو؟مسئلہ کیا ہے اس میں ؟؟ آپ انہیں بتادیں کہ وہ آنے والی ہیں۔۔ کوئی تو جائے انکے پاس۔۔انہیں بتائے یہ جا کر۔۔ڈاکٹرز کی دوائیوں میں اتنا اثر نہیں جتنا آپ لوگوں کی انہیں تسلی دینے میں ہوگا۔۔۔‘‘ ڈاکٹر کے نزدیک انکی خود ساختہ بات بلاشبہ ایک عام سی بات تھی۔لیکن ان کے لیئے یہ کام اتنا ہی محال تھا جتنا ڈاکٹر کے لیئے کہہ دینا آسان تھا۔

’’جی۔۔میں چلتی ہوں آپ کے ساتھ۔۔‘‘ تابینہ فوراََ سے آگے بڑھی۔

علینہ اور راحت نے یکدم نگاہیں اٹھا کر تابینہ کو دیکھا جس نے ڈاکٹر کے ساتھ ایمر جنسی وارڈ میں جانے کی حامی بھری تھی۔

☆

☆☆☆

جنت کے کان میں فجر کی آذان پڑی تو وہ بیڈ پر سے اٹھی۔ "الصلوٰۃ خیر من النوم" مؤذن کی پکار میں اتنی شیرینی تھی کہ نیند کے غلبے کے باوجود اسے اٹھنا ہی پڑا۔

اس نے موبائل ٹٹولا لیکن سجیل کی طرف سے کوئی ریپلائے نہیں کیا گیا تھا۔ جس سے اسکی بے چینی میں مزید اضافہ ہوا۔

"یااللہ۔۔سب خیر کرنا۔۔ یااللہ۔۔ مدد کرنا۔۔" وہ پریشانی سے بولی۔

اس نے موبائل ایک سائیڈ پہ رکھا اور وضو کرنے کے بعد نماز پڑھنے لگی۔

"یااللہ۔۔ خیر رکھنا۔۔" دعا میں ہاتھ باندھتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہوا۔

اس کے دل میں ایک ہلچل سی مچی ہوئی تھی۔ جیسے کچھ برا ہونے والا ہے۔

دعا مانگنے کے بعد اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے کو پیالے کی صورت چھپایا۔

کچھ ان کہی باتیں جو وہ کہہ نہ سکتی تھی، اس نے دل ہی دل میں اللہ سے کیں۔

"سنبھالو اپنی اولاد کو۔۔۔ کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا اس نے مجھے۔۔۔" انہوں نے ایک جھٹکے میں ہی اسکا ہاتھ چھوڑا تو وہ صوفے پہ جا گری۔

نعیم صاحب کی زوردار آواز گھر میں گونجی تو سبھی گھر والے لاؤنج میں آ جمع ہوئے۔

اس نے فوراً سے جائے نماز تہہ لگایا اور دروازہ کھولتے ہی نیچے کی طرف بھاگی۔

نیچے کا منظر صاف اور واضح تھا۔

زیبا کھڑی زار و قطار رو رہی تھی کیونکہ نعیم صاحب اسے ایک سے بڑھ کر ایک باتیں سنانے میں لگے ہوئے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اگر ایسی کوئی بات تھی ہی تو یہ بتاتی ہمیں۔۔ اس کے ساتھ گھر سے بھاگنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟؟" ندیم صاحب نے تلخ انداز میں سوالیہ کہا۔

انکے ہاتھ کا اشارہ صاف سجیل پہ تھا، جسے شماز نے پکڑا ہوا تھا۔

"اب راحت بھائی ہی فیصلہ کریں گے۔۔ اس انسان نے پہلے بھی ہماری عزت کے ساتھ کھیلنے کی کوشش کی اور اب۔۔۔ پھر۔۔ "

اپنے پہ یہ الزام برداشت کرنا اسکے بس سے باہر تھا، تبھی وہ شماز کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ

چھڑواتے ہوئے بولا۔

''میں نے ایسا کچھ نہیں کیا جو آپ سب لوگ مجھ پہ ایسے گھناؤنے الزام لگائیں۔۔''

''کچھ نہیں کیا؟؟؟ تمہارے ساتھ پکڑی گئی ہے یہ۔۔۔ اب بھی تم کہتے ہو۔۔کچھ نہیں کیا؟؟'' نعیم صاحب خونخوار لہجے میں کہا۔

''مجھے۔۔'' جنت کو سیڑھیوں سے اترتا دیکھ کر وہ بات کرتے کرتے رکا۔

''ہاں۔۔بولو؟ ہے کوئی جواب تمہارے پاس؟؟'' نعیم صاحب کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔ان دونوں کی یہ حرکت انہیں اشتعال دلا رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مگر وہ تھا کہ جنت کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔اگر وہ انہیں سچ بتاتا تو جنت مشکل میں آسکتی تھی۔اسی لیئے اس نے حفظِ ماتقدم چپ رہنا ہی مناسب سمجھا،بھلے ہی وہ اسے کوس رہے تھے۔

شور اسکے کانوں میں پڑا تو وہ تیزی سے بھاگتا ہوا لاؤنج میں آیا۔

''مہر۔۔۔ یہاں۔۔'' اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

اس نے دوسری طرف نگاہیں گھما کر دیکھا تو سجیل کو مجرموں کی طرح گھر والوں کے

سامنے کھڑے پایا۔

”میں اس فساد کی جڑ کو ہی ختم کیے دیتا ہوں۔۔“ وہ وہاں سے آناََ فاناََ غائب ہوئے اور اپنے کمرے میں چلے گئے۔

انکے اٹھتے قدم صاف بتا رہے تھے کہ وہ کوئی سنگین قدم اٹھانے کہ درپہ ہیں۔

”بھائی صاحب۔۔انہیں سمجھائیں۔۔ اللہ کے لیئے۔۔ میری بیٹی کو بچا لیجیئے۔۔۔“ وہ ندیم صاحب کے سامنے ہاتھ جوڑے گڑگڑانے لگی۔

”بھابھی۔۔ آپ ہی کچھ کیجیئے نا۔۔۔“ اب کے زیبا سامعیہ کے پاس آئی۔

”تایا ابا۔۔ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔ سجیل بے قصور ہے۔۔ میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا کہ آپ لوگوں کو شرمندگی ہو۔۔تایا ابا۔۔ میں مر جاؤں گی لیکن اپنے پہ یہ الزام نہیں برداشت کر سکتی۔۔“ وہ زار و قطار رو رہی تھی کہ اسکی ہچکی بندھ گئی۔

”مرنا تو تمہیں ہو گا ہی۔۔ اس گھناؤنے کام کے بعد تمہارا زندہ رہنا ہمارے لیے گالی ہو گا۔۔۔“ وہ اپنے کمرے سے باہر آئے۔انکے ہاتھ میں پسٹل دیکھ کر سبھی آگے بڑھے۔

"کوئی آگے نہیں آئے گا۔۔۔" انہوں نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا تو سب جہاں تھے وہیں ٹھہر گئے۔

اسی اثناء میں گھر میں راحت اور تابینہ داخل ہوئے۔ ابھی وہ مرکزی دروازے پہ ہی کھڑے تھے کہ انہیں مہر روتے ہوئے نظر آئی، جس کے ماتھے پہ نعیم نے پسٹل تانی ہوئی تھی۔

"کیا ہے یہ سب ؟؟" تابینہ بے پرواہی سے آگے بڑھی۔

"یہ سب تمہارے اس لاڈلے کا کیا دھرا ہے۔۔" نعیم صاحب نے پسٹل سے سجیل کی طرف اشارہ کیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

راحت اور تابینہ نے جوں ہی سجیل کو وہاں پایا تو ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"تم۔۔ یہاں۔۔۔"راحت صاحب کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"نعیم۔۔۔ عقل سے کام لو۔۔ چھوڑو اسے۔۔" ندیم صاحب آگے بڑھے۔

"کیسے چھوڑ دوں اسے ؟؟ جس نے مجھے کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا؟؟" انکی آواز میں غصہ اور اذیت کی ملی جلی آمیزش تھی۔

"پاپا۔۔میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔" اب کے وہ ایسے بولی کہ تابینہ کو اس میں اپنا آپ دکھائی دیا۔

اس کے سر پہ موجود کالی چادر زمین پہ جا گری تھی۔اور آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

"آپ کو تو لگتا تھا کہ یہ کسی مصیبت میں ہو گی۔۔یہ ایسا ویسا کچھ نہیں کر سکتی۔۔تو یہ دیکھیئے۔۔ دیکھیئے۔۔ مصیبت میں تو ہمیں ڈال دیا ہے اس نے۔۔۔ میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔۔" انہوں نے ٹریگر پہ فنگر رکھی۔

"بس کیجیئے۔۔ بھائی صاحب۔۔بس کیجیئے۔۔۔" وہ فوراََ آگے بڑھی اور انکے ہاتھ کو پوری قوت سے نیچے کیا۔

"وہ کچھ کہنا چاہتی ہے۔۔ایٹ لیسٹ اسکی بات تو سن لیجیئے۔۔۔کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے؟؟"

انکے ہاتھ میں موجود پسٹل زمین پہ جا گری، جسے شماز نے فوراََ اٹھایا۔

سب کی جان میں جیسے جان آگئی ہو۔سب نے سکھ کا سانس لیا۔شماز آگے بڑھا اور اسکے سر کی چادر کو زمین سے اٹھاتے ہوئے اسکے سر پہ اوڑھا دیا۔

اس نے اسے بھائی جیسے مضبوط سہارے کا یقین دلایا۔ کیونکہ بھائی بھلا بہنوں کو کہاں بے آبرو ہوتا دیکھ سکتے ہیں؟

''کیا کہنا چاہتی ہو؟؟ بولو۔۔'' اس نے اسکے آنسو صاف کیے اور اسے اپنے مضبوط سہارے کا یقین دلایا۔

''اس نے تمہیں ورغلایا ہے؟؟ دھمکایا ہے یا کچھ اور۔۔۔'' اس نے سجیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔۔۔ نہیں ہے ایسا کچھ بھی۔۔۔'' وہ چیخ کر بولی۔

''آپ سب لوگ آخر ہر بات کو خود سے اخذ کیوں کر لیتے ہیں؟؟ اس نے نہیں ورغلایا مجھے۔۔ ورغلایا تو اس نے ہے مجھے۔۔۔ اور اب دیکھو۔۔'' اس کے ہاتھ کا اشارہ صاف شاہ ویز کی طرف تھا، جو اپنی ماں کے پیچھے چھپ رہا تھا۔

اسکی بات سن کر سبھی نے شاہ ویز کی طرف دیکھا۔

''سامنے آؤ نا۔۔ بتاؤ ان سب کو۔۔ تائی امی کے پیچھے کیوں چھپ رہے ہو؟؟'' وہ اسے للکار کر بولی۔

"یہ کیا کہہ رہی ہے شاہ ویز؟؟؟"تایا ابا نے ذرا اونچی آواز میں پوچھا۔

وہ سامنے آیا۔اس کی گہری خاموشی انہیں مزید اشتعال دلا رہی تھی۔

"بولو۔۔۔" وہ اس پہ چیخے۔

"میں نے ورغلایا ہوتا تو اسکی جگہ میں ہوتا۔۔" اس نے سامنے کھڑے سجیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اس کی ذو معنی بات سن کر وہ ہکا بکا رہ گئی۔

اسکے ذہن میں اسکے الفاظ گھومے۔"مجھے میری امی کی قسم۔۔تمہاری عزت پہ حرف آنے سے پہلے میں اپنی جان دے دوں گا۔۔ٹرسٹ می۔۔"

اسکی آنکھیں آنسو سے بھر آئیں۔

"کم از کم۔۔اپنی ماں کی کھائی ہوئی قسم کا ہی لحاظ کر لو۔۔۔"

سامعیہ نے سوالیہ نظروں سے شاہ ویز کو دیکھا۔

"تم کیا کہہ رہی ہو؟؟ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔۔" اس نے انجان بننے کی اداکاری کی تو جنت فوراً سے سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے آئی۔

"اب تو سچ بول دو تم۔۔۔" اس نے اسے جنجھوڑتے ہوئے کہا۔

"ماموں جان۔۔ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔۔انجان بننے کی ایکٹنگ کر رہا ہے۔۔۔ "

سامعیہ نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دوبارہ دیکھا۔

"امی۔۔مجھے نہیں پتہ کہ یہ کیا کہہ رہی ہے۔۔"

"سجیل۔۔آپ بتاتے کیوں نہیں انہیں سب؟؟ میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں آپکو۔۔" جنت نے اس سے روبرو بات کی تو وہ وہیں ساکت ہو کر رہ گیا۔

راحت کی سمجھ میں سب آنے لگا تھا، لیکن سجیل کی خاموشی نے اسے توڑ کر رکھ دیا تھا۔

"اوہ۔۔۔ تو یہ بات ہے۔۔" شاہ ویز ہنسا۔

سبھی نے اسکی طرف الجھتے ہوئے دیکھا۔

"تو تم ہی نے اسے ورغلایا۔۔" وہ جنت کے قریب آ کر بولا۔

"بند کرو اپنی بکواس۔۔" جنت نے چیخ کر کہا۔

”سجیل نے تو صرف میری ہیلپ کی ہے۔۔اسے واپس لانے میں۔۔جہاں تم اسے چھوڑ آئے تھے۔۔ “

اب کے اسکا سانس پھول سا گیا۔اپنے بچاؤ کی کوئی ترکیب اسے سمجھ نہ آئی تو اس نے ایک اور چال چلی۔

”یہ کیسی ہیلپ ہے ؟؟جورات کے اس پہر کی گئ۔۔"وہ تمسخرانہ انداز میں بولا تو سجیل نے دانت پیستے ہوئے اسے دیکھا۔

"مدد مدد ہوتی ہے،اسے تم جیسا بے حس انسان نہیں سمجھ سکتا۔۔ "

”مدد۔۔“ شاویز پھر سے طنزیہ بولا اور مسکرایا۔

ندیم اور نعیم کے دل میں کسی حد تک وہ غیر اخلاقی بات کو جنم دینے میں کامیاب رہا۔

اس سے پہلے وہ کوئی ری ایکٹ کرتے راحت صاحب آگے بڑھے۔

”ابھی اور اسی وقت یہاں سے چلے جاؤ۔۔“وہ اسکے منہ پہ زوردار تھپڑ رسید کرتے ہوئے بولے۔

تھپڑ منہ پہ پڑتے ہی سجیل کی آنکھ سے آنسو چھلکا۔اس نے نگاہیں اٹھا کر بے حد اذیت

سے جنت کو دیکھا اور وہاں سے چلا گیا۔

"ماموں جان۔۔ ممانی جان۔۔ یہ سب بکواس ہے۔۔ اس نے تو جہانگیر کو بھی۔۔ "

"لو۔۔ سارے الزام مجھ پہ ہی ڈال دو۔۔ جو اپنے گھر بیٹھا ہے۔۔" وہ اسکی بات کاٹ کر بولا۔

سب نے جنت کی طرف مایوسی سے دیکھا۔ جیسے وہ ہی ان کی گنہگار ہو۔

"بھائی صاحب۔۔ میں شرمندہ ہوں آپ سے۔۔" راحت صاحب، ندیم اور نعیم صاحب کے سامنے شرمندگی سے ہاتھ جوڑے کھڑے تھے۔

جنت اور مہر دونوں نے ایک دوسرے کی طرف مایوسی سے دیکھا۔

کبھی کبھی ہم جس چیز سے بچنا چاہتے ہیں۔۔اسی چیز میں ایسے پھنس جاتے ہیں کہ ہمیں کوئی راہِ نجات نظر نہیں آتی۔ایسا کچھ بھی ان دونوں کے ساتھ ہوا تھا۔بے قصور ہوتے ہوئے بھی کوئی ان کی بات کا یقین نہیں کر رہا تھا۔اسکی وجہ جنت کا ماضی تھا یا ان دونوں کا بیٹی ہونا؟

فون بجا، جسے ایمل نے ریسیو کیا تھا۔علینہ سے ہونے والی مختصر بات کے بعد اس نے فون رکھا۔

”اماں بی۔۔“ وہ انکے پاس بھاگتی ہوئی آئی۔

سبھی کا دل بیٹھا جا رہا تھا۔

”کیا ہوا؟؟“ یکے بعد دیگرے سب نے سوال کیا۔

”ریلیکس۔۔۔وہ اب ٹھیک ہیں۔۔ انہوں نے مہر آپی اور شاہ ویز بھائی کو بلوایا ہے۔۔“

اسکی طرف سے سنائی جانے والی بات پہ انکی حیرانگی قابل دید تھی۔ تبھی تابینہ نے انکا ششں و پنج دور کیا۔

”میں ان سے مل کر آئی ہوں۔۔اور انہیں یہ بتا کر آئی ہوں کہ مہر میری طرف تھی۔ وہ ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیئے میری طرف آگئی۔۔اور یہ کہ اس نے مجھے آپکی قسم دی تھی کہ آپکو اس بارے میں کچھ نہ بتاؤں۔۔“

ندیم اور نعیم جن کے چہرے غصہ سے لال ولال ہو رہے تھے اسکی بات سن کر دونوں

نے سکھ کا سانس لیا۔اور ایک دوسرے کو بے حد سکون سے دیکھا۔

اب کے ان کے ذہن میں کیا چل رہا تھا، کسی کی کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔

''اسے اندر لے جاؤ۔۔'' نعیم صاحب نے اپنی گھمبیر آواز میں کہا۔

''شمائز۔۔جاؤ مولوی کو لے کر آؤ۔۔'' ندیم صاحب کی بات سن کر سب ششدر رہ گئے۔

''جب تک آپ میری بات نہیں سن لیتے میں کہیں نہیں جاؤں گی۔۔'' زیبا آگے بڑھی اور اسے کمرے میں لے جانے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔

شاہ ویز جواب تک خود کے بچاؤ پہ فاتحانہ انداز میں مسکرا رہا تھا، اسکے چہرے کی ہوائیاں اُڑ گئیں۔

''تم سے آج تک کچھ نہیں مانگا میں نے۔۔ تم اگر۔۔'' ندیم صاحب نے التجائیہ انداز میں کہا۔

''اماں بی کی خاطر۔۔''

وہ انہیں کیا جواب دیتا؟ اس کی زبان گنگ ہو کر رہ گئی۔

کبھی کبھی ہم جس چیز سے بچنا چاہتے ہیں، وہی ہمارے مقدر میں لکھ دی جاتی ہے۔ جس چیز کو ہم برا سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ وہی چیز ہمارے سامنے آ کھڑی ہوتی ہے کہ اسے اپنانے کے سوا ہمارے پاس اور کوئی چارہ نہیں ہوتا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"سچ سچ بتاؤ کیا کیا ہے تم نے؟؟" سامعیہ نے تلخ لہجے میں اس سے پوچھا۔

"میں نے کیا کیا ہے؟ کر تو آپ لوگ رہے ہیں۔۔ میرے ساتھ ظلم۔۔" وہ ڈریسنگ پہ موجود چیزوں کو اٹھا اٹھا کر پھینک رہا تھا۔

"اسی کے ساتھ کر دیتے نا۔۔ جس کے ساتھ آئی تھی۔۔"

"میں تم سے کیا پوچھ رہی ہوں؟؟ تمہارا نام بار بار کیوں لے رہی تھی وہ اور جنت؟؟ " انہوں نے اسے بازو سے پکڑ کر جنجھوڑا۔

"مجھ سے تو اللہ واسطے کا بیر ہے سب کو۔۔ جا رہا ہوں میں یہاں سے۔۔ نہیں کرنا مجھے اس سے کوئی نکاح وکاح۔۔ تماشا بنا کر رکھ دیا ہے میرا۔۔"

اسی اثناء میں ندیم صاحب کمرے میں داخل ہوئے اور اسکے منہ زناٹے دار تھپڑ رسید

کیا۔

''تماشا تو تم نے بنا کر رکھا ہے۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں کبھی سچ نہیں جان پاؤں گا؟'' انکی سرخ آلود آنکھوں سے غصہ صاف جھلک رہا تھا۔

''جی چاہتا ہے کہ تمہاری جان لے لوں۔۔''

شاہ ویز نظریں جھکائے کھڑا رہا۔ وہ سمجھ چکا تھا کہ اب اسکا کھیل ختم ہو چکا ہے۔

سامعیہ فوراََ آگے بڑھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''کیا کر رہے ہیں آپ؟ جوان بچہ ہے۔۔اس پہ ہاتھ تو نہ اُٹھائیں۔۔'' انہوں نے اسکا ہاتھ پکڑا۔

''تو کیا کروں؟ کیا کروں؟ وہاں وہ ہر ایک سے رحم کی بھیک مانگ رہی ہے۔۔ لیکن کوئی اسکی بات نہیں سن رہا۔۔ اب نعیم کو کیا کہوں کہ اس کا قصوروار تابینہ کا دیور نہیں بلکہ اسکا اپنا بھتیجا ہی ہے۔۔'' وہ بے حس ہو کر بولے۔

''آپ کو یہ سب۔۔ ''

''یہ جاننا تمہارے لیئے ضروری نہیں۔۔ ضروری یہ ہے کہ اب کیا کریں؟ میں اس

بچی کے ساتھ سب جاننے کے باوجود ناانصافی کیسے ہونے دوں؟؟“سامعیہ کے ادھورے لفظوں کو سمجھتے ہوئے، وہ بولے۔

”ابا۔۔مولوی صاحب آ گئے ہیں۔۔“ شماز نے دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر آتے ہوئے بولا۔

کمرے میں موجود صورتحال ایک الگ ہی معنی بیان کر رہی تھی۔

”کیا ہوا؟؟ آپ اتنے غصہ میں کیوں ہیں؟؟ “

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

Please Share your suggestions and feedback..

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

جاری ہے۔۔

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

(New Era Magazineکیلئے لکھاریوں کی ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین)

ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ

کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے

ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

Neramag@gmail.com)(

انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات)

کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین